روحِ یار

ازقلم سعیدہ شاہ

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کردیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کردی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com
WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

سلیم کسی بھی حالت میں یہ کنٹرٹ ہمیں ملنا چاہیے عارض ملک پارکنگ میں جاتا فون پر بولا

جی سر ضرور فون پر اس کا جواب سن کر اس نے فون رکھ دیا

گاڑی کا دروازہ کھولتے عارض ملک کی نظر سامنے کھڑی لڑکی پر پری چند لمحوں کے لیے اسے یہ سب دھوکا لگا اور وہ لڑکی آگے بڑھنے لگی اور ایک گلی کی طرف چل پڑی

عارض گاڑی میں بیٹھا اور اس کا پیچھا کرنے لگا اور گلی کے کونے پر کھڑے لڑکی کا اندر جانے کا انتظار کرنے لگا۔ لڑکی کے اندر جاتے ہی عارض گاڑی سے اترا اور اس گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا

آ رہی ہوں صبر کرو اندر سے ایک عورت کی آواز آئی۔ دروازہ کھولتے ہی عارض چند پلوں کے لیے ساکت ہوگیا۔

خالہ بی عارض نے بے یقینی سے کہا۔ عارض زبیدہ بیگم نے عارض کو کہا جو ان کو دیکھتے ہی اندر چل پڑا تھا

مشائم جو ابھی تھکی ہاری بازار سے آئی تھی باہر سے خالہ بی کی آواز سن کر باہر کی طرف مڑی ہی تھی کہ سامنے سے عارض کو آتے دیکھ کر اس کے قدم وہی رک گئے

عارض مشائم نے حیرانی سے کہا۔ عارض جو اپنا وہم سمجھ رہا تھا مشائم کو چھ ماہ بعد دیکھ کر اسے یقین نہیں ہو رہا تھا۔

عارض بات سنو خالہ بی کی آواز سے وہ دونوں ان کی طرف متوجہ ہوئے

خالہ بی مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی میں پچھلے چھ مہینوں سے پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا ہوں آپ کو ایک دفعہ بھی میری حالت پر رحم نہیں آیا عارض افسردہ لہجے میں بولا

عارض خالہ بی سے کہتا مشائم کی طرف مڑا جو اب کمرے میں جا چکی تھی

چلو عارض مشائم کو حکم دیتے بولا میں کہیں نہیں جاوں گی آپ کے ساتھ مشائم اپنا رخ موڑے بولی

عارض جو اس کے انکار پر تپ اٹھا تھا اس کے جسم میں تبدیلی دیکھ کر اس کا دھیان اس کے بھرے ہوئے جسم پر گیا

تم پری پریگنٹ ہو عارض کو ایک اور جھٹکا لگا

عارض کی بات سن کر مشائم نے اپنے گلے میں جھولتے ڈوپٹے سے اپنا آپ ڈھکا۔

تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات چھپائی مشائم جاوید عارض اس کی طرف بڑھتے غصے سے بولا

عارض یہ میری مشائم کی بات پوری ہونے سے پہلے عارض اس کا ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھا

خالہ بی یہ اب میرے ساتھ ہی رہے گی اور آپ نے مجھ سے میری اولاد کا چھپا کر اچھا نہیں کیا۔ عارض مشائم کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے گاڑی تک پہنچا

بیٹھو عارض گاڑی کے پاس رکتے بولا میں تم مشائم بیٹھو مشائم کی بات پورے ہونے سے پہلے عارض کی غصے سے بھرپور آواز گونجی

مشائم عارض کے غصے کو دیکھتے گاڑی میں بیٹھ گئ

پورے رستے دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی گاڑی عارض کے گھر کے سامنے رکی تو وہ غصے سے اترتا اندر کی طرف بڑھا

مشائم بھی اس کی پیروی کرتی اندر گئ یہ سب کرنے کی وجہ پوچھ سکتی ہوں مشائم عارض کی پیٹھ کو دیکھتے بولی

تم پہلے مجھے بتاوکہ تم نے مجھ سے چھ ماہ تک اتنی بڑی بات کیوں چھپائی عارض اس کی طرف آتے ہوئے بولا

یہ میری اولاد ہے آپ کا اس پر کوئی حق نہیں ہے مشائم آنسوؤں کو قابو کرتے بولی

مشائم جاوید یہ اولاد میری ہے اس کی رگوں میں میرا خون ہے عارض مشائم کے بازوں کو پکڑتے بولا

نہ نہیں یہ میری ہے میں آپ کو کبھی بھی نہیں دوں گی مشائم آنسوؤں کو بہاتے مشکل سے بولی

میں کوڑٹ سے آڈر لے کر اس کو اپنے پاس رکھ لوں گا اور اس کی دیکھ بھال کے لیے دوسری شادی بھی کر لوں گا تم فکر نہ کرو عارض مشائم کے بازوں کو چھوڑتے بولا

اس کی دوسری شادی کا سن کر مشائم بے یقینی سے اسے دیکھتی ہے

اب جاو تیار ہو ہم حویلی جا رہے ہیں عارض اس کے چہرے سے نظریں ہٹاتے بولا

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ

www.urdunovelbank.com

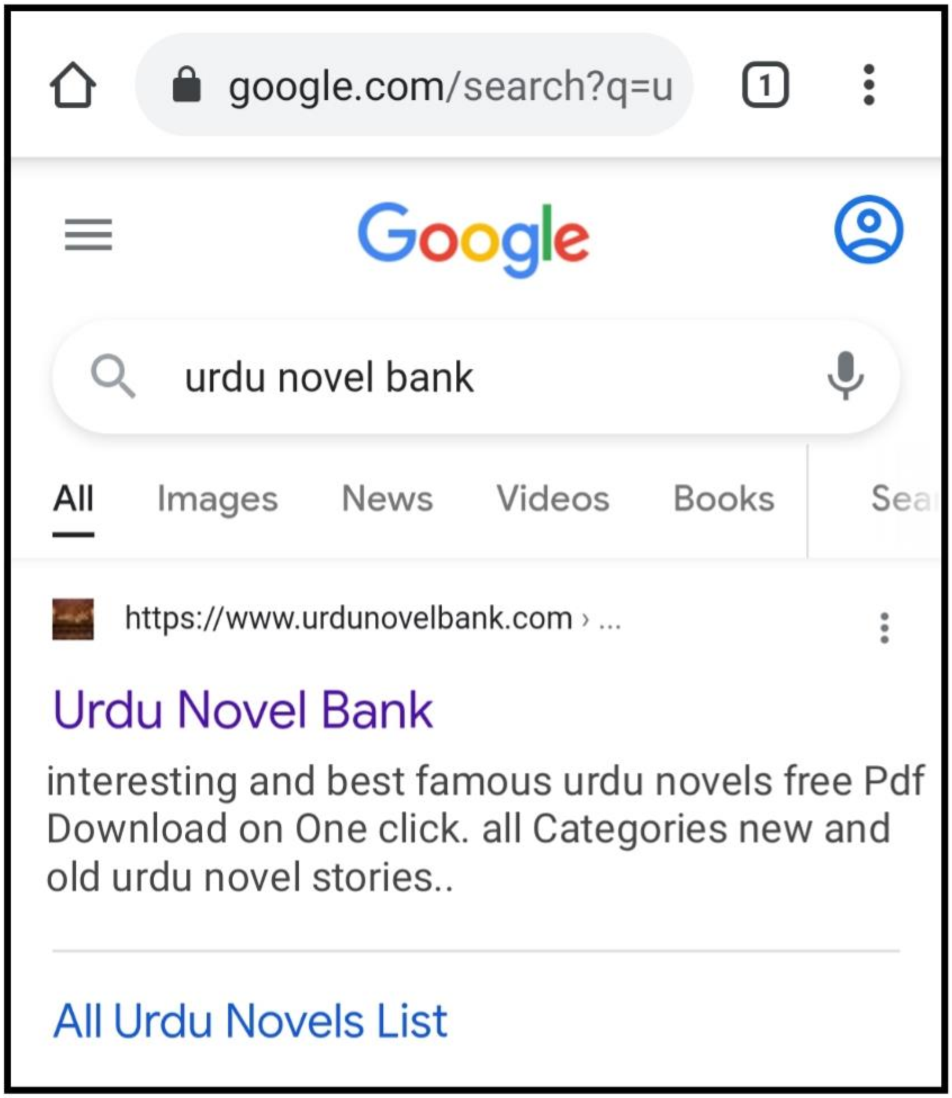

Urdu Novel Bank website

جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں

Urdu Novel Bank

اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

رحابہ جو کمرے میں کتاب پڑھنے میں مصروف تھی کسی کی آواز نے اسے متوجہ کیا

۔ وہ کرسی سے اٹھتے ٹیرس کی طرف بڑھی یہاں کیا کررہے ہو

عمار کو ٹیرس میں دیکھ وہ چیخی بے وقوف پاگل ہوگی ہو جو چیخ رہی ہو عمار اس کے منہ ہر ہاتھ رکھتے بولا

اس طرح کون آتا ہے عمار کا ہاتھ پیچھے کرتے رحابہ خفا ہوتے بولی

عمار ملک آتا ہے عمار کالر جھاڑتے بولو

اچھا کام بتاو رحابہ نے اس کی شوخی کو دیکھتے کہا

ویسے حد ہے میں اتنی مشکل سے آیا ہوں اور تمھارے نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے عمار رحابہ کی لاپرواہی کو دیکھتے بولا

یہ چوڑیاں لایا تھا تمھارے لیے وہ چوڑیاں کو آگے کرتے بولا

چوڑیاں کو دیکھتے رحابہ کے چہرے میں خوشی کی لہر ڈور گئ اور اس نے اس کے ہاتھ سے نیلی کانچ کی چوڑیاں لیں ۔ رحابہ ملک کو چوڑیاں سب سے زیادہ عزیز تھی

شکریہ رحابہ نے چوڑیاں کو پکڑتے مسکراتے ہوئے عمار سے کہا اور اندر جانے کے لیے پلٹی

سنو عمار کی آواز پر وہ مڑی ہاں رحابہ نے کندھے اچکاتے پوچھا

کچھ نہیں عمار مسکراتے کہتا اپنے کمرے کی ٹیرس پر چھلانگ لگا گیا

مشائم آج چھ مہینوں بعد ملک حویلی آئی تھی وہ جانتی تھی کہ عارض اسے سب سے پہلے یہاں ہی ڈھونڈنے آئے گا اس لیے اس نے خالہ بی کا گھر چنا چھ ماہ پہلے اس کی زندگی ایک دم سے بدل گئ تھی۔

پورے رستے مشائم چھ ماہ پہلے کے واقعات سوچتی رہی اس نے ملک حویلی میں اپنے امید سے ہونے کی خبر دے دی تھی اور ملک حویلی کے لوگوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا آخر چار سالوں بعد کوئی خوشی کی خبر سنی تھی۔

ملک حویلی جس کے سربراہ انور ملک اور ان کی زوجہ شائستہ ملک تھی ان کی دو اولادیں تھی جعفر ملک اور جاوید ملک جعفر ملک اور مومنہ ملک کی تین اولادیں ذبال عمار اور رمیزہ ملک تھی

جاوید ملک اور منزہ ملک کی دو اولادیں مشائم اور رحابہ ملک تھی۔ گاوں میں واقع ملک حویلی اپنی مثال آپ پیش کرتی تھی انور ملک گاوں کے سردار تھے انہوں نے یہ ذمہ داری جعفر ملک کو سونپی اور اب یہ گدی ذبال ملک کو مل گئی تھی سفید رنگ وسیع لان جس کے ایک طرف کوارٹر اور ایک طرف پول تھا ٹرپل سٹوری پر مبنی حویلی تھی

لان سے اندر آتے ایک طرف ڈائینگ ہال جو قیمتی اشیاء سے سجایا گیا اور ایک طرف کچن ہال میں صوفے اور دیواروں پر تصویریں کچن کے تھوڑے فاصلے پر دادا سائیں اور دادی سائیں انور ملک اور شائستہ ملک کا کمرہ واقع تھا۔

ہال کے درمیان سے سیڑھیاں جس کے بائیں جانب جعفر مالک اور جاوید مالک کا کمرہ تھا اور دوسری جانب ایک کمرہ رحابہ اور مشائم کا دوسوا کمرہ رمیزہ کا رمیزہ کے کمرے سے چند سیڑھیوں کے گزر سے ذبال اور عمار مالک کا کمرہ تھا۔ اس حویلی کے لوگوں کے مزاج ایک دوسرں سے بے حد مختلف تھے۔۔

اسلام علیکم ماما عارض حویلی میں داخل ہوتے بلند آواز میں بولا عارض کی آمد کا سن کر سب ہال میں آئے

آپیا کیسی ہیں آپ رحابہ خوشی سے چیختے مشائم کے گلے لگی

ہائے ہائے آرام سے اس حالت میں اس طرح نہیں ملتے دادی سائیں نے مشائم کی جسامت کو دیکھتے رحابہ کو ٹوکا۔

بیٹا آپ اپنے کمرے میں جاو اور آرام کرو منزہ ملک مشائم سے کہتی عارض کی طرف متوجہ ہوئیں

مشائم جو کب سے بے چینی میں کمرے میں ٹہل رہی تھی عارض کے آتے اس کے چلتے قدم رکے چچی نے تمھیں آرام کرنے کو کہا تھا چہل قدمی نہیں عارض بیڈ پر بیٹھتے بولا

میں آپ کو یہ اولاد نہیں دوں گی یہ میرے پاس رہے گی مشائم جو کب سے خود پر قابو کیے ہوئے تھی عارض کے آتے ہی آنسوؤں سے اپنی پریشانی بتاتے لگی

عارض نے بہت کم اسے روتے دیکھا تھا وہ بیڈ سے اٹھا اور مشائم کا ہاتھ تھامے دوبارہ سے بیڈ کی طرف آیا

مشائم اس معاملے میں دوبارہ بات کر لیں گے ابھی بہت وقت ہے عارض تکیہ درست کرتے بولا

اب اس بات کا دوبارہ تم کوئی ذکر نہیں کروں گی عارض مشائم کو لٹاتے ہوئے بولا

لیکن میں مشائم کی بات پوری ہونے سے پہلے عارض نے اس کے الفاظ ختم کردیے کچھ لمحوں کے لیے دونوں ساکت ہوگئے تھوڑی دیر بعد عارض اس سے دور

ہٹا اور اپنی سائیڈ پر آکر مشائم کی طرف چہرہ کیے لیٹ گیا مشائم تم سو کیوں نہیں رہی عارض اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولا

آپ کو پتا ہے مجھے ٹیشن میں نیند نہیں آتی مشائم اس کی سرمئ آنکھوں میں دیکھتے بولی یار میں بہت تھکا ہوا ہوں ویسے بھی آج میں چھ ماہ بعد دوبارہ ساتھ لیٹا ہوں عارض مشائم کو حصار میں لیتے بولا اور آہستہ آہستہ اس کی کمر سہلانے لگا۔ مشائم بھی اس کے حصار میں آتے تھوڑی پرسکون ہوئی اور آہستہ آہستہ نیند میں جانے لگی

نہیں نہیں رحم کریں اماں اماں یہ آوازیں سنتے ہی ذبال ملک ہڑبڑا کر اٹھا پچھلے چار سالوں سے یہی ہو رہا تھا وہ سونے کی کوشش کرتا اور اسے یہ آوازیں آنا شروع ہوجاتی وہ روز رات ان آوازوں کی وجہ سے اٹھ جاتا اور اس کے بعد اسے چاہ کر بھی نیند نہیں آتی۔

ذبال اٹھا اور باہر لان کی طرف آیا وہ جانتا تھا اب نیند اس سے کوسوں دور ہے--
عارض مشائم کو سوتے دیکھ کر مطمئن ہو گیا تھا اس پر کمفرٹر درست کرتا کمرے سے باہر آیا
سیڑھیوں سے اترتے اس کی نظر سامنے لان میں بیٹھے ذبال پر پڑی
کیسے ہو ذبال جو آنکھیں موندے بیٹھا تھا عارض کی آواز پر آنکھیں کھولی
ٹھیک آو وہ سامنے کرسی کی طرف اشارہ کرتے بولا

کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ عارض اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے بولا

ہاں مشائم بھی آئی ہے ذبال بات بدلتے بولا

اس کے بات بدلنے پر عارض کے لب مسکرائے وہ جانتا تھا کہ ذبال ملک تو بات بدلنے میں ماہر ہے

ہاں وہ بھی آئی ہے اور اب تو تم چاچو بننے والے ہو عارض مسکراتے ہوئے بولا

مبارک ہو تمھیں ذبال نے عام سے لہجے میں جواب دیا

ذبال ملک کو آج تک کسی نے مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا شاید وہ خود بھی اپنی مسکراہٹ کو بھول گیا تھا

ذبال مالک جو اٹھائیس سالہ بھرپور جوان مرد تھا اس کی بادامی آنکھیں جو دیکھنے والوں کو دوبارہ دیکھنے پر مجبور کر دیتی تھیں ۔سفید رنگت ہلکی ڈارھی اور گھنی

مونچھیں کشادہ پیشانی عنابی ہونٹ جو کبھی نہیں مسکرائے اور کھڑی ناک وہ ایک پرکشش مرد تھا۔ لیکن وہ اتنا ہی سنجیدہ تھا۔

کچھ پتا چلا اس کے بارے میں عارض ذبال کو دیکھتے بولا

نہیں معلوم نہیں زمین کھاگئ یا آسمان نگل گیا ذبال نے عارض کے چہرے کو دیکھتے کہا عارض ملک

جو انتیس سالہ خوش مزاج مرد تھا اس کا روشن چہرہ اور نین نقش ذبال جیسے تھے لیکن اس کی مقناطیسی سرمئی آنکھیں جو دیکھنے والے کو جکڑ لیتی تھی اور شیو اس کے چہرے کو اور حسین بنا دیتا تھا۔ وہ دونوں ایک جیسی شکلیں تو رکھتے تھے لیکن مزاج بالکل مختلف تھے عارض خوش مزاج اور ذبال کا مزاج اتنا ہی سنجیدہ تھا۔

عارض دل میں اس کی پریشانی ختم ہونے کی دعا کرتا اٹھ گیا۔ ذبال اس کو جاتے دیکھ کر دوبارہ آنکھیں موند گیا۔۔۔

کہتے ہیں کہ نیا دن نئ امیدیں لاتا ہے ملک حویلی پر دن کا سورج چڑھا سب لوگ نئ امیدوں سے جاگے

ڈائنگ ہال میں سرہراہی کرسی پر دادا سائیں اور ان کے ساتھ والی کرسی پر دادی سائیں بیٹھی تھی
دادی سائیں کے ساتھ مومنہ بیگم اور منزہ بیگم تھی ۔

اسلام علیکم سیڑھیوں سے اترتے عارض اور مشائم نے بلند آواز میں کہا

نوری ناشتہ لگاو مومنہ بیگم کی آواز سن کر کچن میں کام کرتی نوری کے ہاتھوں میں تیزی آئی

عارض ذبال اٹھ گیا دادی سائیں نے عارض سے پوچھا

جی اٹھ گیا ہوں ذبال کی رعب دار آواز آئی اور اس نے دادی سائیں اور دادا سائیں سے جھک کر پیار لیا
کدھر جارہے ہو مومنہ بیگم نے ذبال کی تھکی آنکھوں کو دیکھتے کہا

وہ جانتی تھی کہ وہ پچھلے چار سالوں کی طرح سو نہیں سکا ہو گا وہ دن رات اس کی تکلیف کم ہونے کی دعا مانگتی تھی

اماں سائیں شہر جارہا ہوں شام تک لوٹ آوں گا ذبال جوس کا گلاس پکڑتے بولا

آج تو بہت کمال لگ رہے ہو عارض نے ذبال کو دیکھتے تنگ کیا ذبال جو براون شلوار قمیص پر کالا کوٹ پہنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے بہت پر کشش لگ رہا تھا۔

اس طرح کے ڈائیلاگ اپنی بیوی کے لیے رکھا کر ذبال نے عارض کو فوراً جواب دیا

وہ دن قریب ہی ہے جب کوئی تمھیں بھی سراہے گا اور تم بھی اس کی تعریف کرو گے کسی سے محبت کا اظہار کرو گے وہ تمھاری ساری تلخیوں کو خوشیوں میں بدل دے گی لیکن افسوس تمھاری انا تمھیں اجازت نہیں دے رہی کہ تم اس سے محبت کا اظہار کرو تم تو بس اپنی غلطی کا مداوا کرنا چاہتے ہو

عارض کرسی سے اٹھتے ہوئے ذبال کی آنکھوں میں دیکھتے اسے سچائی سے آگاہ کر رہا تھا ان چار سالوں میں اس بات کا دوبارہ ذکر نہیں ہوا تھا لیکن آج عارض نے ذبال کی بکھری حالت کو دیکھتے ہوئے اسے حقیقت سے آگاہ کیا

ہاں میں اس سے کبھی محبت کا اظہار نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں نہیں چاہتا پھر سے کوئی جعفر مالک کسی آرزو مالک کی خاطر کسی کو برباد کرے ذبال رخ موڑے کرب زدہ لہجے میں بولا

ذبال جعفر مالک کے دل میں ہمیشہ سے ہی آرزو مالک تھی مومنہ مالک کبھی کوئی جگہ ہی نہیں بنا پائی اور تمھارے دل میں بھی راسبہ ہے اور کوئی آرزو نہیں داخل ہوگی عارض نے ذبال کو باور کروایا

لیکن ان سب میں میرا کیا قصور تھا ماں پیدا ہوتے ہی چلی گئ میرا کون سا رشتہ میرے پاس رہا عارض ہاتھ پیچھے کرتے کہتا

اس کی بات سن کر ذبال رخ موڑ کر اسے دیکھتا ہے اور بے ساختہ اسے گلے لگا لاتا ہے تمھارے پاس دو بھائی ہیں اماں سائیں ہیں اور آئندہ کے بعد کبھی اپنے آپ کو سوتیلا مت کہنا ورنہ تمھاری بیوی کے سامنے ماروں گا

ذبال اس سے الگ ہوتے اسے سخت لہجے میں کہتا

ویسے بڑا میں ہوں اور رعب جھاڑنا کوئی تم سے سیکھے عارض مسکراتے ہوئے بولتا

صرف ایک سال بڑے ہو ذبال کہتا باہر کا رخ کر گیا

مشائم جسے آج سے پہلے معلوم نہیں تھا کہ عارض ذبال کا سوتیلا بھائی ہے چھ ماہ پہلے اپنی بے وقوفی کو یاد کرتے اس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا

تم کھا کیوں نہیں رہی عارض کرسی پر بیٹھتے مشائم کی خالی پلیٹ کو دیکھتے بولا

مشائم کوئی بھی جواب دیئے بغیر وہاں سے اٹھ گئ
اسے کیا ہوا منزہ بیگم نے پریشانی میں پوچھا
میں دیکھتا ہوں اور عارض ٹرے میں ناشتہ رکھتے کمرے کی جانب بڑھا

مشی مشی یار یہ کیا حرکت تھی عارض کمرے میں داخل ہوتے بولا

ناشتے کی ٹرے کو میز پر رکھتے وہ بیڈ پر بیٹھی مشائم کی جانب بڑھا

کچھ پوچھ رہا ہوں عارض بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا

وہ عارض مشائم اس کے سینے سے لگ کر روتے ہوئے بولی

کیا ہوا ہے تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ عارض مشائم کے بری طرح رونے پر چوکنا

سوری مشائم اس سے الگ ہوتے بولی

کس بات کے لیے عارض اس کا چہرہ صاف کرتے بولا

وہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کی ماما تائی امی نہیں ہیں تو میں نے اس دن غصے سے آپ کو اتنا کچھ کہہ دیا آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں پلیز مشائم اس کے ہاتھ پکڑتے بولی

تمھیں کس نے کہا میں تم سے ناراض ہوں عارض اس کے ہونٹوں کے اوپر موجود تل کو چومتے بولا

تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا کہ آپ کے پاس کوئی رشتہ نہیں ہے میں ہوں آپ کے پاس اور اب ہماری اولاد بھی تو ہے مشائم ناراض ہوتے بولی

ہاں یہ تو ٹھیک کہا تم نے عارض اٹھتے ٹرے لیے واپس آیا

تو پھر آپ دوسری شادی نہیں کریں گے نا مشائم نے اپنی پریشانی کو کم کرنے کے لیے پوچھا

سوچوں گا عارض نے ٹوسٹ مشائم کو پکڑاتے تنگ کرنے والے انداز میں کہا

اس کی بات سن کر مشائم کو نئے سرے سے رونا آنے لگا ۔

یار مزاق کر رہا ہوں عارض نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا

بس تھوڑی موٹی ہوگئ ہو لیکن چلے گا عارض نے خود بھی ٹوسٹ کھاتے کہا

مشائم جاوید چھبیس سالہ خوبصورت لڑکی تھی چھ ماہ پہلے وہ نک چری پینٹ شرٹ پہنے والی آج بالکل مختلف تھی کندھوں تک آتے بال اب تھوڑے بڑے ہوگئے تھے ہونٹوں کے اوپر موجود تل جو عارض ملک کی کمزوری تھی لیکن آج کوئی نہیں کہہ سکتا تھاکہ یہ پہلے والی مشائم جاوید ہے کیونکہ اب وہ مشائم جاوید سے مشائم عارض بن گئ تھی

عارض نے مشائم کو بدل دیا تھا وہ پہلے اسے جانتا نہیں تھا لیکن اس کی عادتوں سے وہ آہستہ آہستہ واقف ہوتا چلا گیا

اور اس کو اپنی عادتوں میں ڈھالا۔ عارض ملک کے لیے یہ چھ ماہ چھ سال کے برابر تھے وہ مشائم کو ہر جگہ تلاش کرتا رہا لیکن اس کا دھیان خالہ بی کی طرف نہیں گیا

عارض ملک جعفر ملک کی دوسری بیوی آرزو ملک کی اولاد تھا آرزو ملک عارض کو جنم دیتے ہی دنیا سے چلی گئی۔ عارض ملک ملک حویلی میں نہیں رہتا تھا وہ کام کے سلسلے میں زیادہ تر شہر ہی ہوتا تھا اور اس نے وہاں ہی اپنا چھوٹا سا گھر لیا ہوا تھا وہاں وہ آرزو ملک کی بہن اپنی خالہ بی کے ساتھ رہتا تھا۔

چھ ماہ پہلے

مشائم تم کدھر جا رہی ہو منزہ بیگم نے ٹائٹ پینٹ پر شوٹ شرٹ پہنے اور ڈارک میک اپ میں باہر جاتی مشائم کو روکا

ماما باہر لنچ پر جا رہی ہوں مشائم نے کندھے تک آتے بالوں کو پیچھے کرتے کہا

میں نے تم سے کچھ بات کرنی ہے منزہ بیگم نے مشائم کی حرکات کو نظر انداز کرتے کہا

ماما آپ نے شادی کی بات کرنی ہے تو آپ نے جس سے بھی کروانی ہے کروا دیں میں کر لوں گی مشائم لاپرواہی سے کہتی چلی گئ

منزہ بیگم نے مشائم کے لیے عارض کا فیصلہ کیا تھا

آپیا آپ نے لہنگا نہیں لینا کیا صرف دو دن رہ گئے ہیں آپ کی شادی میں رحابہ نے بے فکر مشائم کو دیکھ کر کہا

لہنگے کی کیا ضرورت ہے مشائم نے کندھے اچکاتے کہا

کیا مطلب آپ کی شادی ہے لڑکیوں کو اتنا شوق ہوتا ہے اپنی شادی کا اور ایک آپ ہیں رحابہ نے حیرت سے آنکھیں کھولتے کہا

اچھا اور یہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ شادی لہنگے میں ہی ہو سکتی ہے مشائم نے فون پکڑے بے فکری سے کہا

تو پھر آپ نے کیا پہننا ہے رحابہ نے ہار مانتے کہا

یار مجھ سے اتنے بھاری جوڑے نہیں پہنے جاتے اور نکاح کے لیے دستخط اور رضامندی کی ضرورت ہوتی ہے اور میں یہ سب پینٹ شرٹ میں بھی کر سکتی ہوں مشائم کے خیالات کو سن کر رحابہ کو حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے

منزہ بیگم کے بہت زور دینے کے بعد مشائم نے لال اور نیلے رنگ کا لہنگا پہنا اور ڈارک میک اپ سے اپنے آپ کو اور خوبصورت بنایا

نکاح کی رسم کے بعد مشائم خاموشی سے عارض کے ساتھ بیٹھ کر شہر والے گھر میں چلی گئ

یہ واحد دلہن ہوگی جس نے سب کو رلایا ہے اور خود ایک آنسو بھی نہیں بہایا عمار نے رحابہ کے کان میں کہا

عارض باہر خالہ بی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور رات کو وہ کافی دیر بعد کمرے میں آیا

دیکھو میں نے یہ شادی اپنی ماما کی وجہ سے کی ہے مجھے شادی کا کوئی شوق نہیں تھا اور تم پلیز مجھ سے کوئی بھی امید نہ رکھنا مشائم عارض کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر بولنا شروع ہوگئی

عارض بس منہ کھولے اس کی ہمت کو داد دے رہا تھا

صبح عارض کی نیند دروازہ کھٹکھٹانے پر کھولی

مشائم جو عارض کے برابر میں بے خبر سو رہی تھی عارض کی نظر اس کے ہونٹوں کے اوپر موجود تل پر پڑی اور وہ چند لمحے اس کے چہرے کے نقش میں کھویا گیا خالہ بی اپنے گھر چلی گئ اور اب گھر میں صرف مشائم اور عارض تھے

سنو باہر سے کچھ آڈر کروا لو مجھے بھوک لگی ہے مشائم نے رات میں عارض سے فرمائش کی

تمھیں کھانا بنانا آتا ہے کیا عارض نے فون پر مگن مشائم سے پوچھا

نہیں تو پاگل ہو مجھے کہاں یہ سب آتا ہے مشائم نے مزاق اڑانے والے انداز میں کہا

اب سیکھ لو میں ہر دن باہر کا کھانا نہیں کھا سکتا عارض نے تپ کر کہا

اس کی بات سن کر مشائم نے فون سائیڈ پر رکھا اور حیرت سے اسے دیکھا

میری سکن خراب ہو جائے گی اور میک اپ بھی مشائم نے چہرے کو ہاتھ لگاتے کہا

میں تمھیں پارلر لے جاوں گا اور وہاں سے تمھارا ٹریٹمنٹ بھی کروا دوں گا عارض اٹھتے ہوئے بولا

آپ ایسے نہیں کر سکتے مشائم نے دانت چباتے کہا

میں سب کچھ کر سکتا ہوں جاو جا کر کھانا بناو عارض مشائم کے چہرے کو دیکھتے بولا

مشائم نے بہت جدوجہد سے یوٹیوب سے کھانے کی ریسپی دیکھی اور عارض کے سامنے کھانا رکھا

عارض کو مشائم کی ضدی فطرت کے بارے میں پتا چل گیا تھا اور وہ روز اس سے کوئی نہ کوئی کام کرواتا

آہستہ آہستہ مشائم کو کام آنا شروع ہو گئے اور وہ عارض سے بھی گھلنے ملنے لگی تھی

سلیم یہ والی فائل دکھاو عارض نے سامنے موجود فائل کی طرف اشارہ کیا

عارض یہ لا کر دو مجھے مشائم نے کمرے سے نکلتے کہا

سلیم مشائم کو اس حلیے میں دیکھ کر ٹھٹھک گیا عارض اس کو جانے کا اشارہ کرتا اٹھ کر مشائم کے پاس آیا

آج کے بعد تم اس حلیے میں باہر نہیں آو گی عارض نے ڈھیلی شرٹ اور ٹراوزر میں کھڑی مشائم کو اوپر سے نیچے دیکھا

کیوں اب کپڑے بھی تمھاری مرضی کے پہنو مشائم نے تپ کر کہا

ہاں سب کچھ میری مرضی سے ہو گا عارض کمرے میں جاتا بولا

ہاں تم سے اور امید بھی کیا رکھی جا سکتی ہے تمھارا باپ بھی تو یہی کام کرتا تھا

مشائم کمرے میں عارض کے پیچھے آتی غصے سے بولی

اس کی بات سن کر عارض کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا اور اس کے مشائم کو بازوں سے دبوچ کر اپنے قریب کیا اس کی سانسوں کی تپش مشائم کو اپنے چہرے پر محسوس ہورہی تھی وہ پہلی دفعہ عارض کی قربت سے گھبرا ئی تھی اس نے عارض کے سینے ہر ہاتھ رکھ کر اسے پیچھے کرنے کی کوشش کی لیکن عارض اس کی مزاحمت کو نظرانداز کرتا اس کے ہونٹوں پر جھک گیا چند پل سانسوں کا تبادلہ کرنے کر کے بعد عارض اس سے پیچھے ہوا اور مشائم نے غصے سے عارض کی طرف دیکھا

تم بھی اپنے باپ جیسے ہو وہ بھی تمھاری ماں کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے مشائم کہتی وہاں سے مڑنے لگی تو عارض نے اسے بیڈ پر پھینکا

جس بات کا علم نہ وہ بات نہیں کرنی چاہیے عارض مشائم کے روکنے کے باوجود اس پر اپنا حق جماتا گیا اور وہ اپنا آپ اسے سونپ گئی

صبح عارض کو مشائم کہیں نہ ملی کمرے میں ڈریسر کے پاس اسے ایک نوٹ ملا

کل رات تم نے مجھ پر اپنا حق جما کر اپنی مردانگی کا ثبوت دے دیا ہے میں تمھیں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کرنا

مشائم جاوید---

مشائم وہاں سے خالہ بی کے گھر چلی گئ اور تھوڑے دنوں بعد اسے اپنے پریگنٹ ہونے کا پتا چلا اور اس نے خالہ بی سے وعدہ لیا تھا کہ وہ عارض کو اس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گی

عارض نے مشائم کو بہت ڈھونڈا لیکن وہ اسے کہیں بھی نہیں ملی تھی---

---

اٹھ گئی ہو منزہ بیگم نے کرسی پر بیٹھتی رحابہ سے کہا

جی ماما اچھا ناشتہ تو دیں رحابہ آرڈر کرتے بولی

اتنی جلدی ہوتی ہے تو پہلے اٹھ جایا کرو منزہ بیگم ڈانٹتے ہوئے بولی

اچھا کل سے جلدی اٹھوں گی رحابہ نے پڑاٹھا پکڑتے کہا

ہاں ہر دن تم یہی کہتی ہو جلدی اٹھ جاوں گی دادی سائیں کی آواز اس کے کانوں میں پڑی

دادی سائیں آپ فکر کیوں کرتی ہیں اب آپ آپیا کی فکر کیا کریں رحابہ نے صوفے پر بیٹھی دادی سائیں کو آنکھ مارتے کہا

رحابہ مالک اکیس سالہ نرم اور خوش مزاج ملک حویلی کی رونق تھی کمر تک آتے سلکی بال

شلوار اور شوٹ کرتے میں وہ ہر دفعہ کی طرح فریش تھی۔

منزہ بہو اس کی حرکتیں دیکھو آنکھیں مار رہی ہے خدا کا کوئی خوف نہیں ہے آج کل کی اولادوں کو دادی سائیں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا

وہ شیطان کا شیلا کہاں ہے مومنہ بیگم کچن سے نکلتے بولی

ادھر ہوں عمار ان کے گالوں کو چومتے بولا عمار مالک بائیس سالہ خوش مزاج ہنس مکھ ملک حویلی کی دوسری رونق تھا بھوری آنکھیں ٹھوڑی پر گھڑا سلکی بال اس کو اور پرکشش بناتے تھے

عمار تم کب سدھرو گے کچھ ذبال سے ہی سیکھ لو مومنہ بیگم عمار کو ناشتا دیتے بولی

ماما وہ سردار ذبال ملک ہے جس سے ہر کوئی خوف کھاتا ہے اور میں عمار ملک ہوں جس سے سب محبت کرتے ہیں عمار نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے کہا

جس نے سب کو تنگ کیا ہوا ہے اور سب اس سے تنگ ہیں عارض نیچے آتے بولا

یار بھیو ایسا نہ کہا کریں میرا نازک دل دکھ جاتا ہے عمار دل پر ہاتھ رکھتے بولا

بڑا نازک تم دونوں پڑھنے کیوں نہیں جارہے مشائم کرسی پر بیٹھتے بولی

آپیا چھٹیاں ہیں رحابہ نے منہ بناتے کہا

اچھا یار آج شام کو باہر چلیں ذبال بھی آجائے تب تک عارض نے پلان بتایا

جیجو ہم تو جاسکتے ہیں لیکن بھیو سے کوئی امید نہ رکھیں رحابہ نے عارض کو باور کروایا

یہ جیجو کیا ہے میں بھی تمھارا بھیو ہوں آئندہ نہ یہ لفظ بولنا عارض رحابہ کو ڈانٹتے بولا

اچھا نہیں بولتی رحابہ شرمندہ ہوتے بولی

راسبہ چلو یار شاپنگ پر چلیں رمیزہ نے کمرے میں آتے کہا

آپ چلی جاو مجھے نہیں جانا مجھے آسائمنٹ پوری کرنی ہے راسبہ نے کتابیں پکڑتے کہا

طلال کہہ رہے ہیں آسائمنٹ ہوجائے گی پوری

رمیزہ نے کتابیں رکھتے کہا

میرا دل نہیں کر رہا رمیزہ راسبہ نے اس کی ضد کو دیکھ کر کہا

ہر دفعہ یہی کہتی ہو پلیز رمیزہ نے التجا کرتے کہا

رمیزہ مجبوریاں انسان کے شوق کھا جاتی ہیں اور میں اب یہ شوق نہیں رکھتی راسبہ نے نم لہجے اپناتے کہا

اس کی بات سن کر رمیزہ ہر دفعہ کی طرح لا جواب ہوگئ تھی اور کچھ کہے بغیر کمرے سے چلی گئ

راسبہ کدھر ہے کمرے سے نکلتی رمیزہ کو دیکھ کر طلال نے پوچھا

وہ نہیں جانا چاہتی طلال ماضی کو بھلانا اتنا آسان نہیں ہوتا وہ سائے کی طرح ہمارے ساتھ رہتا ہے رمیزہ نے طلال کو دیکھتے کہا

چلیں راسبہ نے ہال میں کھڑے طلال اور رمیزہ کو دیکھتے کہا

اب میں آپ دونوں کو ناراض تو نہیں کرسکتی تھی نہ راسبہ نے ان کی حیرت کو دیکھتے کہا

چلو طلال ان دونوں کو کہتے باہر چل پڑا

فاروق آج میٹینگ جس مال میں رکھی ہے وہاں سب دیکھ لینا کچھ گڑبڑ نہ ہو ذبال نے فون پر سیکرٹری کو اطلاع دیتے کہا

جی سر میں نے سب دیکھ لیا ہے بس آپ کا انتظار ہے فاروق نے ذبال کو تسلی دی

مال کے سامنے گاڑی روکے وہ تیزی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھا

میٹینگ ایریا میں جاتے ہی ذبال کی نظر سامنے فوڈ ایریا میں طلال رمیزہ اور راسبہ پر پڑی

وہ چند لمحوں کے لیے پوری طرح ساکت ہوگیا

وہ نہیں جانتا تھا کہ جس کے پیچھے وہ چار سالوں سے خوار ہو رہا ہے وہ اس کے اپنے دوست کے ساتھ ہے

جس سے معافی مانگنے کے لیے اماں سائیں کتنا بے چین ہیں

وہ خود اس سے ملنے کے لیے کتنا بے قرار تھا وہ آج اسے اچانک یوں مل جائے گی

سر سر فاروق کی آواز سن کر وہ حوش کی دنیا میں واپس آیا

سر میٹینگ کا ٹائم نکل رہا ہے فاروق نے بے چین ذبال کو یاد کروایا

کینسل کر دوں ذبال نے فاروق کو دیکھتے سرد لہجے میں کہا

لیکن سر کہا ہے نہ سمجھ نہیں آئی ذبال نے غصے میں کہا

جی سر فاروق نے اپنے بوس کے غصے کو دیکھتے کہا

اس میٹینگ کے لیے وہ کب سے انتظار کر رہے تھے پھر یوں اچانک پتا نہیں

بوس کو کیا ہوگیا فاروق نے ذبال کے جاتے اپنے کولیگ کو بتایا

ذبال ان کے پیچھے جانے کے لیے نکلا تھا لیکن مال سے نکلتے طلال گاڑی میں

سوار ہوکر نکل پڑا تھا

ذبال ملک آج یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھا

اور سپیڈ بڑھا کر

کسی طرح ان کے پیچھے تک پہنچ ہی گیا

گھر کے تھوڑے فاصلے پر گاڑی روکے وہ ان کے اندر جانے کا انتظار کرنے لگا

۔ طلال رمیزہ اور راسبہ کے اندر جاتے ہی وہ گاڑی سے اترا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ گیٹ تک پہنچا

بیل پر ہاتھ بڑھاتے ہی ذبال کی ڈھرکن تیز ہوگئ

رمیزہ دیکھنا کون آیا ہے طلال نے رمیزہ کو آواز دی

جیسے جیسے رمیزہ دروازے کے قریب آ رہی تھی

ویسے ہی ذبال کی بے چینی بڑھ رہی تھی

جی رمیزہ نے دروازہ کھولتے ہی کہا ہے اور وہ پلکے جھپکائے بغیر اپنے سامنے ذبال ملک کو پورے چار سال بعد دیکھ رہی تھی

اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک روز ذبال اس طرح ان کے دروازہ پر آ کھڑا ہوگا

رمیزہ ملک اکیس سالہ گوری رنگت والی ملک حویلی کی سب سے لاڈلی بیٹی تھی بھوری آنکھیں بھورے ہی گھٹنوں تک آتے بال مناسب سراپا فراک اورچوڑی دار پاجامہ میں رمیزہ ملک زبال کو کہیں سے بھی چار سال پہلے والی رمیزہ نہیں لگی۔

کون آیا ہے رمیزہ طلال رمیزہ کے پیچھے دروازے تک آیا اور سامنے ذبال کو دیکھ کر اس کے قدم وہی ساکت ہوگئے

طلال چوہدری اٹھائیس سالہ جوان مرد جس کی ہنستے ہوئے آنکھیں چھوٹی ہو جاتی تھی پینٹ شرٹ اور ہلکی پھلکی ڈارھی میں وہ ذبال ملک کا بچن کا دوست تھا۔

بھیو رمیزہ اپنی حیرت کو کم کرتے زبال کے گلے لگ گئ

اس کے گلے لگتے ہی ذبال نے اس کے بالوں کو چوما

کیسی ہو میری گڑیا ذبال اسے الگ کرتے بولا

ٹھ ٹھیک رمیزہ جو اتنے عرصے بعد اپنے گھر والوں سے مل رہی تھی خوشی سے بول بھی نہ پائی

طلال آگے آتے ذبال کے گلے لگا وہ ان سالوں میں اس سے کوئی اختلاف نہیں رکھ پایا

رمیزہ یہ آپ کا ہے راسبہ نے ہال میں آتے رمیزہ کو پکارا اور اپنے سامنے ذبال کو دیکھ کر وہ پوری طرح جامد ہوگئ تھی

راسبہ بلال گندمی رنگت پر کشش سیاہ آنکھوں والی دبلی پتلی مناسب قد بائیس سالہ پرکشش لڑکی تھی اس کے پتلے ہونٹ اور سیاہ بال اسے منفرد بناتے تھے شلوار قمیض میں وہ آج دوبارہ سے ذبال ملک کے سامنے تھی

راسبہ ذبال اس کی طرف بڑھا

راسبہ جو ذبال کو اپنا وہم سمجھ رہی تھی اس کو حقیقت جان کر حوش و حواس سے بے گانہ ہوگئ

راسبہ ذبال نے اسے زمین بوس ہونے سے پہلے تھام لیا اور اس کا چہرہ تھپکانے لگا

راسبہ رمیزہ اس کے پاس آتے بولی ذبال اسے کمرے میں لے جاو

طلال کی بات سن کر ذبال راسبہ کو بازوں میں اٹھائے کمرے میں لایا

طلال نے ڈاکٹر کو فون ملایا انہیں کسی چیز کا شوک لگا ہے تھوڑی دیر تک حوش آجائے گا

ڈاکٹر نے راسبہ کا معائنہ کرنے کے بعد بتایا

میں راسبہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں ڈاکٹر کے جانے کے بعد ذبال نے طلال اور رمیزہ کو بتایا

اس کی بات سن رمیزہ اور طلال نے ایک دوسرے کو دیکھا

بھیو وہ نہیں جائے گی رمیزہ اس کے پاس آتے بولی

رمیزہ اماں سائیں تمھیں اور راسبہ کو بہت یاد کرتی ہیں پلیز اسے مناو اماں سائیں

اس سے ملنا چاہتی ہیں ذبال نے رمیزہ کے ہاتھوں کو تھامتے کہا

ذبال ہم اس سے بات کریں گے اگر وہ مان گئ تو تم کل اس وقت دوبارہ آجانا

طلال نے سخت لحجہ اپناتے کہا

ذبال کوئی بھی جواب دیے بغیر وہاں سے چلا گیا

حوش میں آنے کے بعد راسبہ اپنے ساتھ ہوئے واقع کو سوچتی رہی

ذبال ملک کا یوں سامنے آجانا اس کے لیے شوک سے کم بات نہ تھی

راسبہ آجاو کھانا کھائیں رمیزہ نے کمرے میں آتے اسے اطلاع دی

رات کے کھانے میں طلال رمیزہ اور راسبہ موجود تھے

راسبہ رمیزہ نے کھانے اسے دیتے کہا

جی راسبہ نے سادہ لہجے میں کہا

وہ بھیو چاہتے ہیں کہ تم اور میں حویلی چلیں ان کے ساتھ رمیزہ طلال کو کھانا پیش کرتے بولی

اس کی بات سن کر راسبہ نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا

میں نہیں جاوں گی راسبہ نے دو ٹوک انداز میں کہا

راسبہ ایک دفعہ مل تو لو ہم ہیں نہ تمھارے ساتھ رمیزہ نے زور ڈالتے کہا

رمیزہ آپ کا گھر ہے آپ جا سکتی ہو مجھے نہیں جانا میں دوبارہ سے اس جہنم میں نہیں جاسکتی راسبہ نے روتے ہوئے کہا

راسبہ وہ آپ کا بھی گھر ہے رمیزہ نے اسے باور کروایا

نہیں ہے وہ میرا گھر میرا گھر وہ تھا جو تمھارے بھائی نے مجھ سے چھین لیا اس نے مجھے بے گھر کر دیا راسبہ چیختے ہوئے بولی

راسبہ ایک موقع تو دے سکتی ہو نہ وہ بدل گئے ہیں رمیزہ نے اس کے پاس آتے بولا

طلال جو اس ساری گفتگو میں خاموش تھا۔

رمیزہ آپ اسے مجبور کیوں کر رہی ہیں وہ نہیں جانا چاہتی تو آپ بار بار ان پر دباو مت ڈالیں طلال نے روتی راسبہ کو دیکھتے کہا

لیکن ایک دفعہ ساتھ جانے میں کیا حرج ہے رمیزہ نے دوبارہ اپنا موقف دیا

آپ کو ایک بات کی سمجھ نہیں آرہی کہ وہ نہیں جانا چاہتی تو آپ کیوں اسے بار بار مجبور کر رہیں ہیں طلال نے غصے میں بلند آواز میں کہا

اس کی آواز سن کر راسبہ اور رمیزہ دونوں کانپ گئی

راسبہ آپ جانا چاہتی ہیں تو جائیں لیکن نہیں تو کوئی زبردستی نہیں ہے اور رمیزہ اب آپ مجھے دوبارہ اس موضوع پر بات کرتی نظر نہ آو طلال کہتا وہاں سے کمرے میں چلا گیا

اس کے جاتے ہی راسبہ اور رمیزہ اپنے کمروں میں چلے گئ

میں چلی جاوں گی اگلی صبح راسبہ نے بتایا

اس کی بات سن کر رمیزہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا

راسبہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے نا طلال نے دوبارہ تفتیش کی

میں نہیں چاہتی کہ آپ دونوں میں میری وجہ سے کوئی بھی تلخی ہو آپ دونوں

میرے لیے بہت خاص ہو اللہ نے مجھے بھائی اور اتنی پیاری بہن سے نوازا ہے

راسبہ نے رمیزہ کی خوشی کو دیکھتے کہا

راسبہ چلو بھیو آگئے ہیں رمیزہ نے گھنٹی کی آواز سن کر کہا اور وہ باہر کی طرف چل پڑی

آپ فکر نہ کریں وہ ابھی تھوڑا غصہ ہے لیکن وہ ضرور مان جائے گی آپ کو میں نے کل پہلی بار اتنا غصے میں دیکھا تھا آپ اسے منا لیا گا راسبہ طلال کو دیکھتے بولی

ہاں کل میں نے کچھ زیادہ ہی غصہ کر لیا۔ راسبہ اگر کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے لازمی بتانا

میں ہر قدم پر تمھارے ساتھ ہوں طلال راسبہ کے ساتھ چلتے اسے بتانے لگا

جی راسبہ نے دروازے کے باہر نکلتے کہا

ذبال اور رمیزہ آگے بیٹھے تھے راسبہ بھاری قدم اٹھاتے گاڑی تک آئی اور بیک دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئ

اللہ میری دھی کو بھی بڑی گاڑیوں میں بٹھائے گا گاڑی میں بیٹھتے راسبہ کو اماں کی بات یاد آئی

کاش اماں آج آپ ہوتی تو دیکھ سکتی آپ کی دھی بڑی گاڑی میں بیٹھ گئی ہے راسبہ نے دل میں اماں کو پکار کر کہا

گاڑی میں تھوڑی تھوڑی دیر بعد رمیزہ کی آواز آتی وہ تو جیسے چار سالوں کی ساری باتیں کرنے کا سوچ کر آئی تھی

راسبہ اور ذبال تو بس اس کی باتیں سن رہے تھے

سگنل پر رکتے ذبال کی نظر پیچھے بیٹھی نیلے سوٹ اور کالی چادر کو خود سے اچھے سے ڈھانپے راسبہ پر پڑی۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں الگ ہی چمک تھی اور اس کا گندمی رنگ بھی چمک رہا تھا

خود پر کسی کی نظروں کو محسوس کرتے راسبہ نے ذبال کو دیکھا تو ذبال نے فوراً نظروں کا رخ بدل لیا

گاوں کی حدود میں داخل ہوتے راسبہ کو اپنے بچپن اور اماں کے ساتھ گزارے واقعات یاد آنے لگے

حویلی کے سامنے گاڑی رکتے ہی راسبہ کو چار سال پہلے مناظر یاد آنے لگے

ذبال باہر نکل کر کھڑا ہوا اس کے ساتھ رمیزہ بھی نکلی

راسبہ اپنی دل کی ڈھرکن کو قابو کرتے جو خوف کی وجہ سے بڑھ رہی تھی مشکل سے باہر نکلی

راسبہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے رمیزہ اور ذبال کے پیچھے چلی

ڈائنگ ہال میں داخل ہوتے ہی مومنہ بیگم کی نظر رمیزہ پر پڑی

رمیزہ میری گڑیا مومنہ بیگم رمیزہ کو دیکھ کر روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئ

ماما میں نے آپ کو بہت یاد کیا رمیزہ ان سے الگ ہوتے بولی

رمیزہ چار سالوں بعد دادا دادی سائیں عمار عارض رحابہ سے مل رہی تھی

اس سب میں وہ راسبہ کو دیکھنا بھول ہی گئے تھے

جو ابھی تک دروازے کے پاس کھڑی ان سب کو دیکھ رہی تھی

راسبہ مومنہ بیگم اس کے پاس آتے بولی

ان کے قریب آتے ہی راسبہ نے اپنی چادر کو مٹھیوں میں جکڑ کیا

وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی

وہ راسبہ کو لیے صوفے کے پاس آئیں۔

ہمیں معاف کر دوں بیٹا ہم آپ کے گناہ گار ہیں دادی سائیں اٹھ کر بولی

مجھے معاف کر دو راسبہ مومنہ بیگم اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے بولی

نہیں آپ بڑی ہیں اماں سائیں میں نے آپ کو معاف کر دیا ہوا ہے راسبہ نے آنسوؤں کو روکے مشکل سے کہا

تم سچ کہہ رہی ہو نا راسبہ رمیزہ راسبہ کے ہاتھ پکڑے خوشی سے بولی

ہاں راسبہ نے نظریں ملائے بغیر کہا وہ اپنے دل کی کیفیت اس حویلی کے لوگوں پر واضح نہیں کر سکتی تھی

بیٹا آپ سے کوئی ملنا چاہتا دادا سائیں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے

جاو عمار لے کر جاو بھابی کو عمار جو راسبہ کو پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ وہی چار سال پہلے والی راسبہ ہے

جی آئیں بھابی راسبہ عمار کے ساتھ چلتی حویلی سے دو گھر چھوڑ کر ایک گھر کے سامنے رکی بھابی جائیں اندر عمار دروازہ کھول کر چلا گیا

راسی راسبہ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا

اماں راسبہ دوڑ کر ساجدہ بیگم کے گلے لگی

بہت دیر دونوں ماں بیٹی رو کر اپنا دل کا بوجھ ہلکا کرتی رہی

اماں مجھے لگا آپ راسبہ کچھ بولتے رکی اور اماں کا چہرہ چوم کر خود کو یقین دلوا رہی تھی

راسی ماشاء اللہ کتنی بڑی ہوگئ ہو ساجدہ بیگم نے بڑھتی جسامت کو دیکھ کر کہا

اماں میں بہت خوش ہوں اب میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاوں گی اور آپ کو وہ ہر چیز لے کر دوں گی جس کے لیے آپ ترستی تھی راسبہ ان کی گود میں سر رکھتے بولی

نہ دھی مجھے کہیں نہیں جانا میں ادھر ہی ٹھیک ہوں مجھے میری دھی مل گئ اب کچھ نہیں چاہیے ویسے بھی چھوٹے سائیں کے مجھ پر بہت احسانات ہیں ساجدہ بیگم راسبہ کے بالوں میں ہاتھ چلاتے بولی

ذبال کا نام سن کر راسبہ کے چہرے پر سایہ آیا

اماں ہمیں ان کے احسان لینے کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے میں اب خود کما سکتی ہوں راسبہ نے گود سے سر اٹھاتے کہا

نہیں نہیں دھی ہم چاہ کر بھی چھوٹے سائیں کے احسان نہیں چکا سکتے مجھ پر چھوٹے سائیں کا بڑا کرم ہے ساجدہ بیگم نے راسبہ کو سمجھایا

اماں نفرت کرتی ہوں جس نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا راسبہ نے ہچکی لیتے کہا

وہ تمھارے سر کا سائیں ہے اسے کے دم سے ہی تمھاری عزت ہے ساجدہ بیگم نے افسوس سے کہا

سر کے سائیں سب کے سامنے عزتوں اور رشتوں کا تماشہ نہیں بنواتے راسبہ نے گزرے پلوں کو یاد کیا

اللہ تجھیں تیرے صبر کا صلہ ضرور دے گا ساجدہ بیگم نے اس کی ضد دیکھ کر دعا دی

اماں کبھی کبھار صبر کے زیادہ گھونٹ آئندہ کے لیے زہر بن جاتے ہیں اور وہ زہر آہستہ آہستہ آپ کو ختم کر دیتا ہے راسبہ نے ٹرانس کی کیفیت میں کہا

اس کی باتیں سن کر ساجدہ بیگم نے ہاتھ اٹھا کر اس کی خوشیوں کی دعا کی جو اسے جلد یا بدیر مل ہی جائیں گے

چار سال پہلے

راسی ذرا یہ دھاگہ ڈال جا مشین میں ساجدہ بیگم نے کام کرتی اٹھارہ سالہ راسبہ کو پکارا

آئی اماں راسبہ جھاڑو پھینکتی صحن میں موجود

چھوٹے سے کمرے میں گئ

لائیں اماں جب میں پڑھ کر کام پر لگوں گی نہ تو آپ کی ہر خوائش کو پورا کروں گی

راسبہ نے دھاگہ ڈالتے کہا

اللہ تیرے نصیب اچھے کرے ساجدہ بیگم نے مسکرا کر کہا

اماں نصیب کیوں راسبہ نے حیران کن ہوتے پوچھا

ارے پگلی جب نصیب اچھے ہوں گے تو سب کچھ مل جائے گا ساجدہ بیگم نے اس کے سر پر چپت لگاتے کہا

اماں پیسے ہیں راسبہ نے ڈوپٹہ لیتے کہا

کیوں ساجدہ بیگم مشین کو چلانے لگی

اماں گجرے لینے ہیں پچھلی دفعہ بھی نہیں لیے راسبہ نے دکھی ہو کر بتایا

ساجدہ بیگم جانتی تھی کہ راسبہ کو گجرے کتنے پسند ہیں ۔ دھی اگر پیسے دے دیے تو رات کو کیا کھائیں گے ساجدہ بیگم نے نم آواز میں کہا

بلال اور ساجدہ کو اللہ نے ایک رحمت سے نوازا تھا وہ لوگ غریب تھے اور گاؤں میں ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے جس کا پینٹ جگہ جگہ سے اترا ہوا تھا اور چھت بھی ٹپکتی تھی

پتا نہیں کب تمھارے اباں کا قرض اترے گا تو ہمارے گھر کے حالات ٹھیک ہوں گے ساجدہ بیگم نے سرد آہ بھرتے کہا

سیٹھ خدا کے لیے اس دفعہ معاف کر دیں اگلی دفعہ رقم دگنی دے دوں گا بلال صاحب سیٹھ کرامت کے آگے التجا کر رہے تھے

بلال صاحب کی بربادی اس دن شروع ہوئی تھی جب انھوں نے موٹر سائیکل اور ٹریکٹر لینے کے لیے سیٹھ کے آگے ہاتھ پھیلائے

نہ نہ اب میں اپنے طریقے سے رقم نکلواں گا سیٹھ اٹھتے ہوئے بولا

تمھاری ساری رقم معاف ہو جائے گی اگر تم نے ملک جعفر کو مار دیا کرامت سیٹھ اپنا منصوبہ بتاتے بولا

نہیں نہیں سیٹھ میں بڑے سائیں کو نہیں مار سکتا بلال صاحب گرگراتے ہوتے بولے

ٹھیک ہے پھر اپنی بیٹی کو میرے حوالے کر دو میں تمھارے سامنے اسے بیوی کا درجہ دوں گا سیٹھ کی باتیں سن کر بلال صاحب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے

اگر میری ملک کو مارنے کی پیشکش قبول ہے تو کل پرانی حویلی آجانا

اگلے دن بلال صاحب مرتے مرتے پرانی حویلی پہنچے

ملک جعفر اس حویلی کو تبدیل کر واکر سکول بنوانا چاہتے تھے

لیکن اس دن ان کی زندگی کا آخری دن تھا

ملک جعفر گاڑی سے باہر نکلے اور ان کے سینے میں تین گولیاں لگنے سے زمین پر گر گئے

ملک جعفر کو گولی مارنے کے بعد سیٹھ نے ہکا بکا پستول پکڑے بلال صاحب کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا

اس سالے سے نہیں ہو پانا تھا۔ جا کر خبر پھیلا دو بلال نے ملک کو مار دیا ہے اب گدی میرے پاس آئے گی

اس کے بیٹوں کو کوئی شوق نہیں ہے سرداری کا سیٹھ نے ہاتھ جھارتے کہا

ملک حویلی میں ملک جعفر کی وفات نے سب کو ہلا دیا

فیصلے کے لیے جرگہ بٹھایا گیا

انور ملک نے سرداری ذبال ملک کو سونپی

راسبہ اور ساجدہ بیگم کا رو رو کر برا حال تھا

ہمیں خون بہا چاہیے انور ملک نے اعلان کیا

خون بہا کا سن کر ساجدہ بیگم روتے انور ملک کے پاوں پڑگئی

بڑے سائیں رحم کریں میرے پاس کون سا رشتہ باقی رہ جائے گا

جاوید جاو مولوی کو بلاو نکاح ابھی ہو گا انور ملک نے ساجدہ بیگم کی التجا کو ان سنی کر دیا

ذبال کے سینے میں اپنے باپ کو کھونے کا درد بڑھا ہوا تھا

وہ اسے ونی بنا کر اماں اور دادی سائیں کا دکھ کم کر سکتا تھا

راسبہ بلال آپ کو ذبال ملک سے نکاح قبول ہے

اللہ میری دھی کا نصیب اچھا کرے

ق قبول ہے اور وہ راسبہ بلال سے راسبہ ذبال بن گئ

اس کی زندگی کا نیا دور شروع ہوگیا تھا

چل لڑکی جاوید ملک کی آواز آئی

راسبہ تھکے تھکے قدم اٹھاتے ساجدہ بیگم کے پاس آئی

اماں میرا نصیب وہ ان کے گلے لگ کر روتے ہوئے کہہ کر آگے بڑھ گئ

راسبہ ملک حویلی کو پہلی بار دیکھ رہی تھی

اس کو لان میں بت بنے کھڑے دیکھ کر ذبال تیش سے اس کے پاس آیا اور بازو سے پکڑ کر اند لے کر گیا

ہال میں صوفے پر دادی سائیں مومنہ اور منزہ بیگم تھیں

ذبال نے راسبہ کو لا کر فرش پر دھکا دیا

یہ لیں اماں سائیں بابا سائیں کے قاتل کی بیٹی

مومنہ بیگم اٹھی اور ایک زور سا تھپڑ راسبہ کے گال پر رسید کیا

راسبہ جو اس حملے کے لیے تیار نہ تھیں حیرت سے مومنہ بیگم کو دیکھتی

تیرے باپ کو کیا ملا میرا سہاگ اجاڑ کر میرے چھوٹے بچے اسے کیوں نہیں نظر آئے

مومنہ بیگم اس کے چہرے کو تھپڑوں سے لال کرتے چیخ رہی تھیں

راسبہ جس کو آج تک کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا اتنی مار کھانے کے بعد ڈھ سے گئ

کسی کو مار کھاتے دیکھ کر عمار اور رمیزہ کمروں سے باہر نکلے

اور افسوس سے ذبال کو دیکھنے لگے جو خاموشی سے اسے مار پڑتے دیکھ رہا تھا

نوری جا اسے سٹور میں بند کر دے

ٹھنڈ محسوس ہونے کی وجہ سے راسبہ کو ہوش آیا

اور خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں دیکھ کر وہ رونے لگی اور اپنی قسمت پر ماتم کرنے لگی

اماں سائیں یہ غلط ہے اگر ہمارے بابا سائیں کو مارا گیا ہے تو اس لڑکی کا بھی تو باپ چلا گیا

عمار مومنہ بیگم سے بحث کر رہا تھا

تم ابھی چھوٹے ہو ان مسائل میں نہ پڑو دادا سائیں کی آواز آئی

واہ دادا سائیں میں چھوٹا ہوں آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے آپ لوگ تو بڑے ہیں نہ

عمار نے طنزیہ کہا

دو دن بعد راسبہ کو کمرے سے باہر نکالا۔ ان دو دنوں میں اسے کچھ بھی کھانے کو نہیں دیا گیا تھا وہ ہر وقت مرنے کی خواہش کرتی

لیکن قسمت اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی

چار ماہ شدید سردی میں راسبہ سے جانوروں کی طرح کام کروایا جاتا

اگر کوئی غلطی ہو جاتی تو دادی سائیں اور مومنہ بیگم شدید سردی میں کھولتا پانی اس پر ڈال دیتی

سردی میں بارش میں کھڑا کر دیتی
راسبہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں کرنے سے بھی پرہیز کرتی
اس کو کھانا نہ دیتی اور اس کو اچھوت سمجھتی
اگر وہ غلطی سے کوئی برتن چھو لے تو اسے اس سے ہی مارتی
راسبہ رات کو کونے میں دبک کر رونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی

عمار اور رمیزہ اس سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن ان کو کبھی موقع نہ مل سکا
ذبال کا اس کا اس دن کے بعد کوئی سامنا نہ ہوا
سنو راسبہ ہال کی صفائی میں مصروف تھی جب عمار کی آواز آئی

آپ کا نام کیا ہے عمار نے اس سے پوچھا

راسبہ جو گندھے کپڑوں اور چادر میں تھی عمار کی آواز سن کر پیچھے کو ہوئی

آپ ڈریں مت عمار اس کے پاس آتے بولا

کیا کر رہے ہو عمار تم ذبال کی آواز سن کر عمار نے سیڑھیوں سے اترتے ذبال کو دیکھا

اس سے کیا پوچھ رہے ہو یہ لڑکی نے ہی اسے بلایا ہے عمار کے بولنے سے پہلے ہی منزہ بیگم بول پڑیں

کیا بول رہی ہیں آپ چچی عمار نے آنکھوں کو پھاڑے کہا

بھیو نوری نوری عمار کی بات بیچ میں ہی رہ گئ

اور ذبال نوری کو بلانے لگا

جاو لوہا گرم کر لاو ذبال کی بات سن کر عمار اور راسبہ نے حیران کن نظروں سے اسے دیکھا

بھیو بات تو سنیں عمار اب تم کچھ بھی نہیں بولو گے

ذبال کی گرج دار آواز سے رمیزہ مومنہ بیگم اور داری سائیں باہر آئے

ذبال راسبہ کی طرف بڑھا اور اس کو بالوں سے دبوچ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا

جس گھر میں رہتی وہاں ہی نظر گندی کرتی ہے بدکردار ذبال نے اسے دھکا دے کر فرش پر پھینکا

نوری نے لوہا لا کر ذبال کو دیا

لوہے کو دیکھ کر راسبہ پیچھے کو ہونے لگی

نہیں خدا کا خوف کریں اماں نہیں مجھے درد ہوگا راسبہ نے کانپتے ہوئے کہا

ذبال نے آگے بڑھ کر وہ لوہا راسبہ کے کندھے ہر رکھ دیا

کھولتا لوہا کندھے پر رکھتے ہی ملک حویلی میں راسبہ کی چیخیں گونج اٹھی

لیکن وہاں سب بے بس تھے

ذبال راسبہ کو وہاں چھوڑتا کمرے میں چلا گیا

نوری راسبہ کے بے ہوش وجود کو اٹھا کر اسی کمرے میں لے گئ

بس بہت ہوگئ اب اور نہیں ہم اس کو یہاں سے دور بھیج دیں گے رمیزہ نے عمار سے کہا

ہاں چلو ورنہ بھیو اور اماں سائیں اسے مار دیں گے

لیکن مجھے پتا چلا ہے کہ اس لڑکی کی والدہ گھر نہیں ہے

عمار نے تھوڑے دیر پہلے ملنے والی معلومات بتائی

عمار اور رمیزہ رات کے آخری پہر میں راسبہ کے کمرے میں آئے

راسبہ جو ابھی بھی تکلیف کے زیر اثر تھی کسی کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی

نہیں خدا کے لیے اب نہیں راسبہ روتے ہوئے بول رہی تھی

دیکھو ہم آپ کو یہاں سے نکالنے آئیں ہیں آپ کو کہیں اور جگہ جانا ہو گا ورنہ بھیو آپ کو مار دیں گے رمیزہ اس کے ہاتھوں کو تھامے اسے سمجھانے لگی

اور راسبہ بس ہاں میں سر ہلانے لگی

آپ کو بس اس گاوں سے دور جانا ہے عمار نے راسبہ کو آگاہ کیا

میں اکیلے کیسے جاوں گی مجھے میری اماں سے ملوا دو راسبہ نے اٹھتے کہا اور درد کی ٹیسیں اس کے جسم سے گزری

وہ آپ کی اماں نہیں ہیں عمار نے سر جھکائے کہا

کدھر ہیں وہ راسبہ نے آنسوؤں کو بہاتے کہا

وہ فوت یہ لفظ سیسے کی طرح راسبہ کے کانوں میں پڑا آپ بس جائیں صبح ہوگئ تو جانا ناممکن ہو جائے گا---

---

حال

حویلی میں رمیزہ کے آنے کی خوشی میں دعوت رکھی گئ تھی

طلال اور اس کے والدین کو بھی بلایا تھا لیکن اس کے والدین کی فلائٹ میں تاخیر ہوگئ تھی

جس کی وجہ سے وہ لوگ نہیں آسکے ۔

اماں چلیں راسبہ جو سبز سوٹ میں چادر لیے آئی

کدھر جانا ہے نہ بابا حویلی کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا میں نہیں کر سکتی تو جا۔

طلال جو کب سے رمیزہ کو نظروں میں لیے ہوئے تھا اور وہ اسے مسلسل نظر انداز کر رہی تھی

جس سے طلال کو اب کوفت ہونا شروع ہوگئی تھی

وہ تازہ ہوا لینے کے لیے لان میں آیا جب اسے راسبہ آتی دکھائی دی

آپ کب آئے راسبہ طلال کے پاس آتے بولی

تھوڑی دیر پہلے سب ٹھیک ہے نہ راسبہ طلال نے پریشانی سے پوچھا

آپ پہلے آنا کا بتاتے تو میں آپ کو اماں سے ملواتی راسبہ نے اندر کی طرف بڑھتے کہا

ہاں مجھے تمھاری اماں کے بارے میں پتا چلا طلال ہال کی طرف بڑھ گیا

ہال میں ایک صوفے پر رمیزہ رحابہ اور عمار موجود تھے

ایک پر مشائم اور عارض اور ایک پر ذبال پوری شان و شوکت کے ساتھ براجمان تھا

تم کب آئی راسبہ مومنہ بیگم کی آواز پر سب نے اس کو چونک کر دیکھا

وہ ابھی آئی ہوں راسبہ نے نظروں کو جھکائے کہا

یہ ہیں راسبہ رحابہ نے رمیزہ کے کان میں سرگوشی کی

راسبہ چلو آو تمھیں سب سے ملواتی ہوں رمیزہ راسبہ کا بازو پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھا گئ

یہ ہیں رحابہ میری سب سے اچھی دوست میری چچی کی بیٹی رمیزہ نے رحابہ کی طرف اشارہ کیا

رحابہ نے ہاتھ ملانے کے لیے ہاتھ آگے کیا

راسبہ نے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے کو دیکھا لیکن وہ اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھا پائی

یہ ہیں مشائم آپیا رحابہ کی بڑی بہن اور میری بھابی

اور یہ ہیں عارض بھیو راسبہ عارض کو دیکھ کر حیران ہوئی وہ ہو بہو ذبال جیسا تھا

بس آنکھوں کے رنگ کافرق تھا۔

راسبہ کو وہاں اپنا آپ بے کار لگا کیونکہ وہ ان کے برابر نہیں تھی

وہ سب سے الگ تھی وہ کبھی رمیزہ کو دیکھتی تو کبھی رحابہ یا مشائم کو دیکھتی

وہ سب اسے اپنے مقابلے بہت حسین لگی

اس کی نظروں کا زاویہ ذبال بہت اچھے سے سمجھ رہا تھا

آجاو کھانا لگ گیا ہے منزہ بیگم نے آکر پیغام دیا

راسبہ نے ان کو دیکھ کر ضبط سے آنکھوں کو بند کر لیا

میں چلتی ہوں راسبہ نے اٹھتے کہا

کہاں راسبہ کھانا تو کھاتی جاو پھر چلی جانا ویسے بھی صبح ہی نکلنا ہے راسبہ کے اٹھتے رمیزہ نے کہا

نہیں وہ مجھے راسبہ نے بہانہ بنانا چاہا

چلو آو راسبہ مومنہ بیگم زبردستی راسبہ کو ڈائنگ ہال میں لے آئی اور اسے ذبال کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا دیا اور نوری سب کو کھانا دینے لگی

اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ جس لڑکی کو وہ اچھوت سمجھتے تھے آج وہ خود ہی اسے کھانا پیش کر رہے ہوں گے

راسبہ نے پانی کا گلاس پکڑنے کے لیے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا اس کے ایک کندھے سے چادر سرک گئ

اور اس کے کندھے پر موجود نشان ذبال کی نظر سے مخفی نہ رہ سکا

تھوڑے دیر کے لیے ذبال سکتے کی کیفیت میں راسبہ کے کندھے کو دیکھتا رہا

اپنے اوپر نظروں کو محسوس کرتے اس کی نظر ذبال پر پڑی

ذبال نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا اور شرم سے سر جھکا لیا

راسبہ نے اپنے کندھے پر چادر درست کی اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گئ

کدھر جا رہے ہو ذبال کے اٹھتے مومنہ بیگم نے پوچھا

آتا ہوں ذبال کہتا اٹھ گیا اور باہر لان میں چلا گیا

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد راسبہ گھر جانے کے لیے اٹھی

تم واپس آو گی نہ مومنہ بیگم نے اس سے آس بھرے لہجے میں پوچھا

جی راسبہ کہتی باہر چلی گئ کیونکہ اسے صبح طلال وغیرہ کے ساتھ جانا تھا

راسبہ اپنے پیچھے سے ذبال کی آواز سن کر راسبہ کے قدم رکے اس شخص نے آج پہلی بار اسے مخاطب کیا تھا

میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں ذبال راسبہ کے آگے آتا بولا

چلی جاوں گی ویسے بھی بدکردار لڑکیاں راتوں کو اکیلے ہی آیا جایا کرتی راسبہ سخت لہجے میں ذبال کو بہت کچھ یاد کرواتی چلی گئ

رمیزہ نے واپس شہر آجانے کے بعد بھی طلال سے کوئی بات نہ کی وہ چاہتی تھی

کہ وہ اسے منائے

رمیزہ نے کبھی طلال کو غصے میں نہیں دیکھا تھا لیکن اس دن اسے غصے میں دیکھ

کر وہ اس سے ناراض ہوگئ تھی

رمیزہ طلال نے گھر آتے رمیزہ کو آواز دی

اور کمرے میں چلا گیا

رمیزہ کمرے میں آئی اور طلال کو کھڑکی کے پاس کھڑے دیکھا

وہ آج دوسری بار اس کمرے میں آئی تھی

آپ نے بلایا رمیزہ نے کمرے کو دیکھتے کہا

ہاں مجھے کچھ بات کرنی ہے تم سے طلال نے رخ موڑے بغیر کہا

رمیزہ آپ مجھے اب اپنا فیصلہ سنا دیں طلال نے سنجیدگی میں کہا

کون سا فیصلہ رمیزہ نے حیران ہو کر پوچھا

اب آپ کو آپ کی فیملی مل گئ ہے آپ کو ویسے بھی مجھ سے زبردستی جوڑا گیا تھا

آپ کو پورا حق ہے کہ آپ اپنی زندگی کو گزارے طلال نے اتنے دنوں کی بات کو ظاہر کر دیا

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے رمیزہ نے روتے ہوئے طلال کو کہا اور کمرے سے باہر چلے گئ

رمیزہ کمرے سے نکلنے کے بعد مسلسل رو رہی تھی اس نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ طلال اسے

چھوڑنے کا کہے گا

طلال کو رمیزہ کا جواب تو مل گیا تھا اور اپنی جلد بازی پر اسے افسوس بھی ہوا

راسبہ جو رمیزہ کو بلانے کمرے میں آئی تھی اسے روتا دیکھ کر وہ پریشانی سے اس کے پاس آئی

رمیزہ کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو راسبہ کو اپنے پاس دیکھ کر رمیزہ اس کے گلے سے لگ گئ اور اسکے رونے میں مزید اضافہ ہوگیا

راسبہ طلال مجھے چھوڑنا چاہتے ہیں ان کو میری نظروں میں اپنے لیے محبت نظر نہیں آئی

رمیزہ اس سے الگ ہوتے بولی

وہ تمھیں کبھی بھی نہیں چھوڑے گا لیکن رمیزہ راسبہ نے اس کے چہرے کو صاف کرتے کہا

لیکن کیا رمیزہ نے پریشان ہوتے پوچھا

تمھیں نہیں لگتا اب تمھیں اور طلال کو ایک ساتھ رہنا چاہیے وہ تمھارا شوہر ہے اس نے کبھی تم سے اپنا حق نہیں مانگا لیکن کب تک وہ ایک انسان بھی ہے وہ

تمہارے ساتھ رہنا چاہتے ہے میری بات پر غور ضرور کرنا راسبہ اسے سمجھاتے اٹھ گئ اور رمیزہ آگے کے بارے میں سوچنے لگی

راسبہ کو شہر آئے دو ہفتے ہو گئے تھے لیکن کل اماں سائیں کی اطلاع کے مطابق مشائم کی گود بھرائی کی رسم تھی جس پر ان دونوں نے بھی آنا تھا

مشائم کو شہر چیک کروانے کے لیے عارض آیا تھا اور اس نے واپسی پر رمیزہ اور راسبہ کو یونیورسٹی سے پک کرنا تھا

عارض ہم نا اس کے بعد شاپنگ پر جائیں گے مشائم نے گاڑی میں اگلے پلان کے بارے میں بتایا

اچھا اور کچھ عارض نے اس کا ہاتھ تھامے کہا

رمیزہ کو حویلی جانے کی بہت بے چینی لگی ہوئی تھی

وہ چاہتی تھی کہ اس کے امتحان ایک دن میں ہی ہو جائے تاکہ وہ حویلی جا سکے طلال کام کی وجہ سے رمیزہ وغیرہ کے ساتھ نہ جا سکا اور وہ رمیزہ کو اس دن کے بعد اپنی بات بھی نہ بتا سکا

راسبہ اور رمیزہ جو آخری پیپر دینے کے بعد کینٹین میں آئیں تھی

یار پھر کب آو گے تم لوگ امل اور عربیہ نے پوچھا

یار اب کیوں آنا اب میں تم لوگوں کو اپنے چھوٹے بھائی کی شادی پر بلاؤ گی تب تم لوگ ضرور آنا

رمیزہ نے مسکراتے ہوئے کہا

عارض جو رمیزہ اور راسبہ کو دیکھنے کے لیے باہر نکلا تھا

باہر سے ہر آتی جاتی لڑکی سے اس کی تعریف سن کر اندر گاڑی میں بیٹھی مشائم کا پارا ہائے کر رہی تھی

اور مشائم کا چہرہ دیکھ کر عارض کو اور مزہ آرہا تھا

یار وہ سامنے کون ہے وہ گاڑی کے بونٹ کے ساتھ کھڑا ہے امل نے آنکھیں چھوٹی کرتے کہا

بھیو رمیزہ چیخ مارتے اٹھی اور گاڑی کے پاس پہنچتے عارض کے گلے لگی

راسبہ بھی اس کے پیچھے آئی اور تھوڑی دیر کے لیے وہ عارض کو ذبال سمجھ بیٹھی آئیں عارض نے راسبہ کو کہا

گاڑی کے اندر بیٹھتے ہی مشائم نے زور دار مکہ عارض کے بازو پر مارا

یار کیا کر رہی ہو مجھے میری بہن کے سامنے مارو گی عارض نے بازو ملتے کہا

اور جو حرکتیں آپ کر رہے تھے مشائم نے غصے سے کہا

کون سی حرکتیں اہ اچھا یاد آیا عارض نے مسکراہٹ دباتے کہا

رمیزہ تمھاری آپیا جیلس ہورہی ہیں عارض نے مشائم کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر کہا

ہاں سہی کر رہیں ہیں آپیا آپ کیوں گاڑی سے باہر نکلے رمیزہ نے مشائم کی شکل دیکھتے کہا

اچھا یار سوری نہ عارض نے کانوں کو پکڑتے کہا

اب میں تمھیں دوسری طرح یہاں نہیں منا سکتا عارض نے مشائم کو چھیرتے کہا

اس کی بات سن کر مشائم نے عارض کو گھورا اور رمیزہ کا قہقہہ چھوٹا

راسبہ جو اس سارے واقع میں خاموش بیٹھی ان کی گفتگو سن رہی تھی وہ ویسے بھی ہنستی نہیں تھی

وہ عارض کو مشائم کے ساتھ ہنستا دیکھ کر بہت حیران ہوئی تھی

عارض اور ذبال ہیں بھائی لیکن عارض ہر کسی سے مسکرا کر بات کرتا

ان دونوں کو دیکھ کر راسبہ کو پہلی بار ان جیسی زندگی گزارنے کی خواہش ہوئی

عارض نے گاڑی مال کے آگے روکی۔

رمیزہ باہر نکلی تو راسبہ نے اسے آواز دی

میرے پاس پیسے نہیں ہیں ابھی آپ لوگ کر لیں شاپنگ راسبہ نے نظریں جھکائے کہا

تم نہیں ہم کروا رہے ہیں شاپنگ میری بیوی کے لیے رکھا گیا ہے فنکشن تو شاپنگ بھی میں ہی کرواں گا

عارض اور مشائم نے راسبہ اور رمیزہ کو خوب شاپنگ کروائی

حویلی میں ان کی آمد خوشی لے آئی

راسبہ اماں سائیں اور باقی سب سے ملنے کے بعد اماں سے ملنے آئی

اماں ساجدہ بیگم جو تسبیح پڑھ رہی تھی

راسبہ کی آمد ان کے چہرے پر خوشی لے آئی

ملک حویلی کو خوب سجایا گیا آج چار سالوں بعد کوئی خوشی ملک حویلی میں منائی جا رہی تھی

راسبہ جو آج کالے کڑھائی والے سوٹ پر سٹالر کی طرح ڈوپٹہ سیٹ کیے ہوئے تھی چہرے پر میک اپ برائے نام تھا لیکن آنکھوں کو کاجل سے بھرپور سجایا گیا تھا

مشائم کمرے سے نکلنے ہی لگی تھی جب اپنے پیچھے اسے عارض کا حصار محسوس ہوا

عارض جانے دیں سب انتظار کر رہیں ہوں گے مشائم اپنا رخ اس کی طرف کرتے بولی

مشائم جو آج لال اور کالے کام والے سوٹ میں عارض کو سب سے حسین لگی

یار تم بہت پیاری لگ رہی ہو عارض اس کے ماتھے کو چومتے بولا

باہر کیا کرنا ہے جا کر کمرے میں ہی رہتے ہیں عارض اس کے چہرے پر نظریں گاڑھے بولا

عارض تنگ نہ کریں مجھے جانا ہے مشائم عارض کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی

راسبہ جو اماں سائیں کے کہنے پر ہال میں پھولوں کی تھال کو لینے آئی تھی

بے اختیار چلتے اس کی ٹکر سامنے سے آتے شخص سے ہوئی

راسبہ نے نیچے گرنے کے خوف سے آنکھوں کو میچ لیا

لیکن تھوڑا دیر بعد آنکھوں کو کھول کر اس نے دیکھا تو اس کے اردگرد ذبال کے بازوں کا حصار تھا

ذبال جو راسبہ کی کاجل سے لبریز آنکھوں کو غور سے دیکھ رہا تھا

راسبہ کی مزاحمت پر حوش کی دنیا میں آیا

راسبہ جو ذبال کے اس قدر قریب آنے پر خوف سے کانپ رہی تھی اور ماتھے پر پسینہ بھی نمودار ہو گیا تھا

ذبال نے فوراً سے پہلے اسے چھوڑا اور اسکے کانپتے وجود کو دیکھا

وہ راسبہ سے نظریں چراتا باہر چلا گیا

راسبہ جو آج پہلی بار ذبال کے لمس کو محسوس کر رہی تھی

اسے چار سال پہلے والا ذبال یاد آیا جس نے اس کا چہرہ تھپڑوں سے لال کیا تھا

وہ چاہ کر بھی اس شخص کے قریب نہیں جاسکتی تھی

ذبال باہر لان میں تو آگیا لیکن راسبہ کا ہلتا وجود ابھی بھی اس کی نظروں کے سامنے تھا

مہمان آنے لگے اور مشائم کو مبارک باد دینے لگے

بہت سے لوگوں کی نظریں راسبہ پر تھی

یہ لڑکی تو خون بہا میں آئی تھی بڑے اچھے طریقے سے رکھا ہوا ہے

اس کی شادی کو تو چار سال ہوں گے لیکن ابھی تک اس کی گود ہری نہیں ہوئی

راسبہ کو عورتوں کی سرگوشیاں آرام سے سنائی دے رہی تھی

آپ لوگوں کو شاید معلوم نہیں میں بھی اسی گھر کی بہو ہوں جس کی گود بھرائی کی رسم میں آپ لوگ آئیں ہیں اور یہ لڑکی اب اس گھر کی بہو ہے یعنی سردار ذبال کی بیوی اور کسی اور نام سے اسے نہ ہی بلائیں تو بہتر ہوگا مشائم جو کب سے ان کی باتوں کو سن رہی تھی اور راسبہ کے انتظار میں تھی کہ وہ انہیں کچھ بولے لیکن وہ خاموش رہی تو مشائم کو ان کو چپ کروانا پڑا

مشائم کی بات پر وہاں سب کی بولتی بند ہوگئ اور راسبہ وہاں سے نکل کر دوسری سائیڈ پر آگئی

تم ہم سب سے بھاگتی کیوں ہو مشائم کی آواز اس کو سنائی دی

جو رسم ختم ہونے کے بعد راسبہ کے پیچھے آئی

نہیں ایسی بات نہیں ہے راسبہ نے غلاموں کی طرح سر جھکائے کہا

یار ہم سب ایک جیسے ہیں تو پلیز اس طرح سر نہ جھکایا کرو اور اپنے آپ کم تر نہ سمجھا کرو تم بہت اچھی ہو مشائم راسبہ کا چہرہ اٹھاتے بولی

جی ہاں سہی کہا میری موٹی بیگم نے عارض مشائم کے ساتھ کھڑے ہوتے بولا

اس کے موٹا کہنا پر مشائم نے اسے گھوری سے نوازا اور راسبہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی

تم مسکراتے ہوئے کتنی کیوٹ لگتی ہو مشائم نے راسبہ کو دیکھتے پیار سے کہا

اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر ذبال جو فون پر بات کر رہا تھا چند پل کے لیے جم گیا

بلاشبہ اس کی مسکراہٹ بہت حسین تھی

راسبہ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے راسبہ کو ذبال کی آواز نے روکا

راسبہ جو

ذبال کو دیکھ کر چند قدم پیچھے ہوئی

وہ راسبہ میں اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو کیا تم میری طرف لوٹ سکتی ہو کیا مجھے اپنا سر کا سائیں مان کر میرے ساتھ زندگی گزار سکتی ہو ذبال نے امید بھرے لہجے میں کہا

جس دن مجھے میرے جسم اور روح پر موجود نشان وہ واقعات اور تکلیف یاد نہیں کروائیں گے اس دن میں آپ کی طرف لوٹ آوں گی راسبہ نے سرد لہجے میں کہا

راسبہ میں تمھیں تمھارا مقام دلوانا چاہتا ہوں ذبال نے اس کا جواب سن کر کہا

جب دلوانا چاہیے تھا تب آپ نے صرف زخم دیے راسبہ طنزیہ کہتی پلٹ گئی

میں تم سے محبت کرنا شروع ہو گیا ہوں معلوم نہیں کب سے لیکن ان چار سالوں میں نے ہر سجدے میں تمھارے لیے دعا مانگی ہے تمھاری سلامتی کی دعا نا جانے کب تم میری روح میں اترتی گئ اور تمھیں پانا آہستہ آہستہ میری خواہش اور ضد

بنتی گئ اور شاید میرا رب یہ دعا ضرور قبول کرے گا ذبال کے الفاظ راسبہ کو حیران کر گئے

محبت میں شدت صرف چند لمحوں کی ہوتی ہے لیکن عزت تا حیات ہوتی ہے اور آپ وہ عزت اور مقام نہیں دے پائے راسبہ نے مڑتے اسے دو ٹوک انداز میں کہا

میں نے تمھاری طرف قدم تو بڑھا لیے ہیں لیکن مجھے میرے اپنے ہی قدم بھاری محسوس ہورہے ہیں کیونکہ محبت دلیلیں مانگتی ہے اور میں تمھیں کبھی وہ دلیلیں نہیں دے پاوں گا ذبال اپنے دل کا حال بتانے لگا وہ چار سالوں سے اس لڑکی کے لیے تڑپتا رہا لیکن آج اس کے چھونے سے جس طرح راسبہ کانپی تھی ذبال نے اسے سچائی بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

کیونکہ آپ کو اپنی انا بہت عزیز ہے اور محبت میں انا غرور حد آج اور کل نہیں ہوتی اور محبت صرف برابری ہے اور آپ کی عزت کو گوارا نہیں ہے کہ آپ اپنے سے کم حیثیت والی لڑکی سے محبت کا دعویٰ کریں اور اس محبت کو نبھائیں راسبہ کہتی وہاں سے چلے گئ

پوری رات ذبال کی باتیں اس کے ذہن میں آتی رہی وہ چاہ کر بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اس سے محبت کرنا شروع ہو گیا ہے یا صرف اپنی غلطی کا مداوا کرنا چاہتا ہے

لگتا ہے بیگم میکے آکر ایک عدد شوہر کو بھول گئ ہو طلال نے رمیزہ کو چھیرتے کہا

آپ نے ہی کہا تھا رمیزہ نے چہرے پر بے زاری لاتے کہا

سوری یار مجھے لگا کہ کیا لگا آپ کو میں آپ کو چھوڑ دوں گی آپ نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا رمیزہ نے طلال کی بات کو کاٹتے نم لہجے میں کہا

آپ میرے لیے وہ بادل ہیں جو تپتی دھوپ میں میرے لیے سایہ بنا آپ نے مجھے محبت سے اونچا اور خوبصورت عقیدت کا مرتبہ دیا ہے میں آپ کو چھوڑنے کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی رمیزہ نے روتے ہوئے کہا

اس کی بات سن کر طلال کے لب مسکرائے رمیزہ میرے لیے کوئی تمھارے جیسا نہیں ہو سکتا تم جہاں ہو وہاں ہی رہو گی کوئی تمھاری جگہ اور مقام نہیں لے سکتا اس دل میں تمھارے لیے بہت اونچا مقام ہے طلال نے رمیزہ کے گرد حصار کرتے کہا

تھوڑے دنوں تک ماما بابا آرہے ہیں پھر میں تمھیں لینے آوں گا تب تک اپنے آپ کو میری شدتیں برداشت کرنے کے لیے تیار کر لو طلال کی بات سن کر رمیزہ کا چہرہ شرم سے جھک گیا

طلال اس کے چہرے کو دیکھتے وہاں سے چلا گیا

راسی تم اپنے گھر کیوں نہیں رہتی ساجدہ بیگم نے ایک ہفتے سے گھر میں موجود راسبہ کو دیکھ کر کہا

اماں یہ بھی گھر ہی تو ہے راسبہ ان کی بات کو گول کرتے بولی

راسبہ اگر اللہ نے تم نے ایک رشتہ چھینا ہے تو چھوٹے سائیں نے تمھیں ایک رشتہ واپس بھی دیا ہے ساجدہ بیگم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

راسبہ اس رات میں ہمت کر کے تم سے ملنے آرہی تھی جب مجھ رستے میں ہی دل کا دورا پڑ گیا میں وہاں درد سے بے حال ہو رہی تھی جب چھوٹے سائیں کی گاڑی میرے پاس آئی اور وہ مجھے ہسپتال لے گئے اس کے بعد تمھارا چار سال تک کوئی پتا نہیں معلوم ہوا لیکن ان چار سالوں میں چھوٹے سائیں نے مجھے ماں کا درجہ دیا میں کبھی بھی ان کا احسان نہیں بھولوں گی

اماں کی بات مان کر راسبہ حویلی واپس آئی رات تک وہ سب باتیں کرتے رہے مشائم اور باقی سب سے راسبہ کی اچھی دوستی ہوگئ تھی منزہ بیگم نے بھی اپنے کیے کی معافی مانگ لی تھی

راسبہ گیارہ بجے تک ہال میں رہی لیکن اس کے بعد سب اپنے کمروں میں چلے گئے مومنہ بیگم نے راسبہ کو ذبال کے کمرے کا پہلے ہی بتا دیا تھا

ذبال جو تھوڑی دیر پہلے کمرے میں آیا تھا اپنے سامنے راسبہ کو دیکھ کر چونکا

اسے لگا شاید سب کی باتوں کی وجہ سے وہ اس کمرے میں آئی ہے

ذبال کے آتے ہی راسبہ صوفے سے اٹھی آپ اس کمرے میں سو جائیں میں اس کمرے میں سو جاتا ہوں ذبال راسبہ کی پریشانی کو سمجھتے بولا

راسبہ کو انجان جگہ ہر نیند کہاں آنی تھی وہ آدھے گھنٹے سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی

جب اسے باہر سے ذبال کی آواز آئی جو دوسرے کمرے سے نوری کو کافی لانے کا کہہ رہا تھا

لیکن نوری تو کواٹر میں تھی تو وہ مایوس ہو کر واپس ٹیرس سے کمرے میں آگیا

راسبہ بیڈ سے اٹھی اور تھوڑے دیر بعد کمرے میں کافی لیے آئی

ابھی وہ ذبال کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانے ہی لگی تھی کہ ذبال نے دروازہ کھول لیا

یہ آپ کی کافی راسبہ نے مگ آگے کیا اور بیڈ کی طرف بڑھی

ذبال واپس آیا اور کافی کے گھونٹ لیے

اس نے آج سے پہلے اتنی اچھی کافی نہیں پی تھی کاش راسبہ ہر دن اس کے لیے کافی بنا لائے اس کے دل سے آواز آئی

راسبہ کو ذبال کے ساتھ رہتے ایک ہفتے ہونے والا ہو گیا تھا وہ روز رات کو اس کمرے میں سوتا اور راسبہ ہر رات ناجانے کیوں اسے کافی بنا کر دے دیتی تھی وہ کچن میں بھی مصروف رکھتی خود کو کبھی کوئی کام تو کبھی کوئی

آج طلال کے ماما بابا نے رمیزہ کو لینے ملک حویلی آنا تھا

سب کو دعوت کے لیے بلایا تھا ساجدہ بیگم کو ذبال نے خصوصاً آنے کا کہا تھا

اکبر چوہدری اور عارفہ چوہدری کو ملک حویلی سے کافی لگاو تھا

السلام علیکم آنٹی راسبہ نے آگے بڑھ کر عارفہ چوہدری کو سلام کیا

ماشاءاللہ کتنی بڑی ہو گئی ہو عارفہ چوہدری نے مسکرا تے کہا

تھوڑی دیر بعد کھانے کا دور شروع ہوا

ویسے اب آپ نے راسبہ کے بارے میں کیا سوچا ہے

عارفہ چوہدری نے ساجدہ بیگم کو مخاطب کیا

کیا مطلب میں سمجھی نہیں ساجدہ بیگم نے راسبہ کو دیکھتے کہا جو ذبال کو کھانا دے رہی تھی

میرا مطلب ہے کہ راسبہ کے لیے میں اپنے بھانجے کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں اسے میں نے راسبہ اور ذبال کے رشتے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے اسے کوئی مسئلہ نہیں ہے عارفہ چوہدری نے سادہ لہجے میں ساری بات بتائی

ان کی بات سن کر ٹیبل پر موجود سب لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

میرے خیال سے چھوٹی ماما راسبہ ابھی بھی میرے نکاح میں ہے ذبال نے عارفہ چوہدری کو دیکھتے کہا

میں جانتی ہوں وہ تمھارے نکاح میں ہے لیکن کب تک ویسے بھی راسبہ تمھیں اب ذبال سے طلاق لے کر اپنی آگے کی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیے عارفہ چوہدری نے راسبہ کو دیکھ کر کہا

آپ کو لگتا ہے کہ میں راسبہ کو چھوڑ دوں گا ذبال نے اب کی بار سرد لہجہ اپناتے کہا

ہاں چھوڑ دینا چاہیے تم جیسے شخص کے ساتھ کون رہنا چاہے گا عارفہ چوہدری نے طنزیہ کہا

ذبال مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں نے تمھیں اپنا بیٹا بنایا تمھیں اور طلال کو برابر رکھا لیکن تم نے تو جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا ذبال جس رات راسبہ کو میں ہسپتال لے کر گئ تھی اس دن ڈاکٹر نے مجھ سے تین بار پوچھا تھا کہ یہ لڑکی ریپ وکٹم تو نہیں ہے عارفہ چوہدری نے نم آواز میں کہا

ذبال ایک بات کو بتاو ویسے اب تم سے کسی بھی چیز کی توقع رکھی جا سکتی ہے ان چار ماہ میں تم راسبہ کے پاس اپنی ہوس مٹانے کتنی بار گئے تھے عارفہ چوہدری کی بات سن کر ذبال نے افسوس سے انہیں دیکھا

تم نے اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لیے اس لڑکی کی زندگی خراب کر دی اور اب تم چلے ہو اس سے معافی مانگنے عارفہ چوہدری اٹھتے ہوئے بولی

آپ نے جو کہنا ہے کہیں لیکن یہ بات کان کھول کر ہر کوئی سن لے میں راسبہ کو طلاق نہیں دوں گا اور آپ اپنے بھانجے کا رشتہ میری بیوی سے کروانے کا خیال ذہن سے نکال دیں ذبال اونچی آواز میں بولتا ایک نظر راسبہ کے روتے چہرے کو دیکھ کر باہر نکل گیا

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ
www.urdunovelbank.com

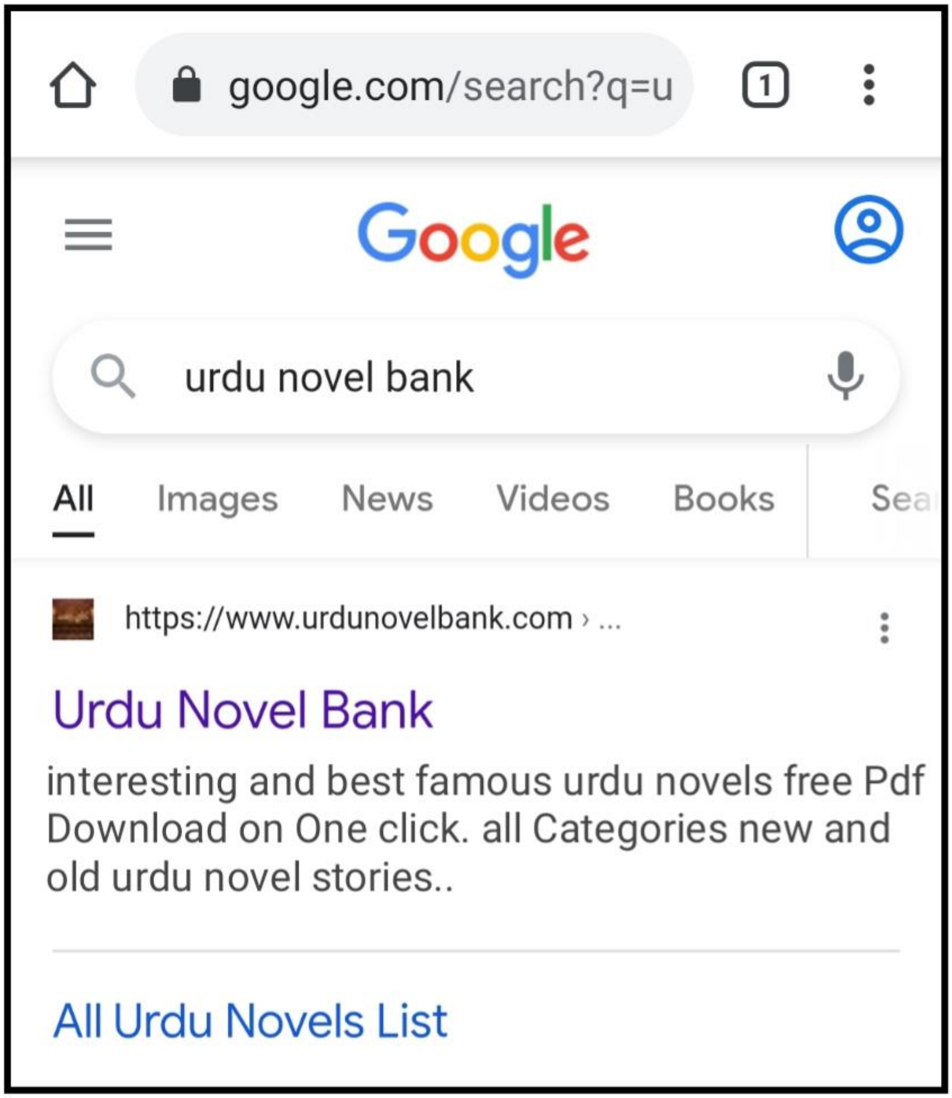

Urdu Novel Bank website
جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں
Urdu Novel Bank
اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

تھوڑی دیر بعد اکبر چوہدری اور طلال وغیرہ بھی نکل گئے

راسبہ ساری رات انتظار کرتی رہی لیکن ذبال گھر نہ آیا

طلال اور رمیزہ گاوں سے تھوڑی دور اپنے آبائی گھر میں آئے

تھوڑی دیر باتوں کے بعد طلال اور رمیزہ کمرے میں چلے گئے

طلال کا ذہن ابھی تک ذبال میں اٹکا ہوا تھا

رمیزہ کب آکر لیٹی اسے کچھ معلوم نہ ہوا

آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ رمیزہ نے کھوئے ہوئے طلال کو دیکھ کر کہا

ہاں جی میں ٹھیک ہوں طلال نے رمیزہ کو مسکراتے جواب دیا تھوڑی دیر بعد

طلال نے رمیزہ کے کانوں میں خوبصورت سی بالیاں ڈالی

یہ ہماری شادی کا تحفہ طلال نے اس کے کان کو چھوتے کہا

یہ بہت پیاری ہیں رمیزہ نے طلال کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

ابھی رمیزہ دوبارہ سے کچھ بولنے والی تھی کہ طلال رمیزہ کے ہونٹوں پر جھک گیا

رمیزہ کے آنکھوں کی پتلیاں بڑی ہو گئ

طلال پیچھے ہو کر رمیزہ کو دیکھنے لگا جو شرم سے خود میں سمٹ رہی تھی

یار ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا اوہ تم ایسے شرما رہی ہو طلال رمیزہ کے چہرے کو دیکھتے بولا

رمیزہ اس کی بات سن کر اس کے سینے میں چھپ گئ اور طلال کی محبت میں رنگتی گئ

طلال آپ کے پاس کتنی بائیکس ہیں رمیزہ نے طلال کی ہیوی بائیکس کو دیکھ کر پوچھا

چار ہیں میں نے اور ذبال نے ایک ساتھ لیں ہوئی ہیں طلال بائیکس کے پاس جاتے بولا

بھیو کے پاس بھی بائیک ہے رمیزہ نے حیرت سے پوچھا

ہاں یہ والی دیکھو اس پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے طلال نے ایک بائیک سے کور اتارا اور اس کے ایک طرف ذبال ملک لکھا ہوا تھا

دو دن ذبال گھر نہ آیا سب نے اسے لاتعداد فون کیے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا

رات کو کھانے کے بعد ہال میں سب بیٹھے تھے جب ذبال گھر داخل ہوا

السلام علیکم اماں سائیں ذبال ان کو سلام کرتا کمرے میں چلا گیا

مومنہ بیگم کو پریشانی ہوئی اور انہوں نے راسبہ کو اسے دیکھنے کے لیے بھیجا

راسبہ کمرے میں داخل ہوئی تو ذبال بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا تھا

راسبہ کو پہلے حیرانی ہوئی کہ وہ اتنے دنوں سے اس کمرے میں نہیں سویا تو اب وہ چلتے ذبال کے پاس گئ اور ہاتھ بڑھا کر اسے ہلایا

اس کے تپتے جسم سے وہ فورا ہاتھ پیچھے کر گئ اور ذبال کی پیشانی پر ہاتھ لگایا

جو بخار کی شدت سے تپ رہا تھا

راسبہ بھاگتی نیچے گئ

عارض بھائی راسبہ نے عارض کو آواز دی

کیا ہوا سب ٹھیک ہے نہ عارض اس کے پاس آتے بولا

وہ ذبال کو دیکھیں انھیں بخار راسبہ نے آنسوؤں کو قابو کرتے کہا

عمار نے ڈاکٹر کو فون ملایا سب ذبال کی وجہ سے پریشان تھے

کیسا ہے ذبال ڈاکٹر کے چیک کرنے کے بعد عارض نے پوچھا

یہ کسی ٹیشن کا شکار ہیں نیند کی گولیاں لیتے ہیں سکون کے لیے ان کا خیال رکھیں

چار سال کافی ہوتے ہیں کسی کو آزمانے کے لیے عارض نے کمرے سے نکلتے کہا

میں نے کسی کو نہیں آزمایا راسبہ نے نظریں جھکائے کہا

راسبہ اسے مرہم لگانے والا چاہیے جو اس کی ازیت کو کم کر سکے اس کے دکھوں کو بانٹ سکے عارض راسبہ کو سمجھاتے ہوئے بولا

تکلیف دینے والوں کو مرہم کی ضرورت نہیں ہوتی وہ بے حس ہوتے ہیں راسبہ نے سر اٹھاتے جواب دیا

وہ بے حس نہیں ہے اگر بے حس ہوتا تو تمہیں تلاش نہ کرتا اور نہ ہی اپنی غلطی کی معافی مانگتا وہ تم سے محبت کرتا ہے وہ تمھارا ساتھ چاہتا ہے عارض بالوں میں ہاتھ چلاتے بولا

وہ اپنی ازیت کو کم کرنے کے لیے معافی مانگ رہے ہیں مجھ جیسی عام لڑکی سے محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا راسبہ نے طزیہ لہجہ اپناتے کہا

وہ اتنا تو جان گئی تھی کہ ذبال اس سے واقع میں محبت کرتا ہے عارفہ چوہدری کی باتوں کو سن کر اسے دکھ ہوا تھا وہ سب کے سامنے ذبال کا تماشہ نہیں بنوا سکتی تھی

پورے ایک دن بعد ذبال کی آنکھ کھولی تو اس نے چکراتے سر کو تھامے سامنے گھڑی کو دیکھا جو نو بجا رہی تھی

اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سر کو تھام کر دوبارہ واپس لیٹ گیا

آخر ہمت کر کے وہ واش روم تک گیا۔ راسبہ جو ذبال کو دیکھنے کمرے میں آئی تھی سامنے اسے تیار دیکھ کر اسے حیرت ہوئی

آپ کہاں جا رہے ہیں راسبہ نے ذبال کے پیچھے آتے پوچھا

آفس جا رہا ہوں پھر گاوں کے لوگوں سے ملنا ہے

ذبال نے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ٹھیک کیا

کوئی ضرورت نہیں ہے آپ گھر ہی بلا لیں راسبہ نے ذبال کو اپنا حکم سنا کر فورا نظریں جھکا لیں وہ نہیں چاہتی تھی کہ ذبال پھر سے بیمار ہو دو دن اسے بستر پر دیکھ کر وہ ہر وقت بے چین رہی

ذبال نے اس کی بات سن فاروق کو فون پر فائلز لانے کا کہنے لگا

کیا راسبہ آپ نے آج گھر کو ہی آفس بنا دیا ہے ہال میں فائلز کے ڈھیر کو دیکھ کر عمار نے بے زاری سے کہا

چھوٹے سائیں سیٹھ کرامت آپ سے ملنے آئیں ہیں رضیہ نے ذبال کو پیغام دیا

سلام سائیں سیٹھ نے اندر آتے بلند آواز میں کہا

سائیں آپ کل آکر زمینوں کا ایک دورہ لگا لیں سیٹھ کرامت نے ذبال کو دیکھتے کہا

ٹھیک ہے جاو تم ذبال نے اٹھتے کہا

راسبہ جو ذبال کو جوس دینے آرہی تھی سیٹھ کرامت کو دیکھ کر جوس کا گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹا

گلاس گرنے کی آواز سے سیٹھ اور ذیال نے کچن سے آتی راسبہ کو دیکھا

تم ٹھیک ہو ذیال نے راسبہ کو گلاس کے ٹکروں سے دور کرتے کہا

سیٹھ کرامت جو ہکابکا راسبہ کو دیکھ رہا تھا جو کانپ رہی تھی

ذیال کی نظر اس پر پڑتے ہی وہ وہاں سے چلا گیا

ذیال نے راسبہ کے کانپتے وجود کو دیکھ کر دوبارہ سے شرمندہ ہو کر اس کا بازو چھوڑ دیا

راسبہ آنسوؤں کو قابو کرتے کمرے میں گئی

ذیال جو حیرت سے راسبہ کو جاتا دیکھ رہا تھا راسبہ جو اتنے دنوں سے اس کا خیال رکھ رہی تھی آخر آج ایسا کیا ہوا جو وہ پھر سے اس کے چھونے پر کانپ گئی تھی

بہت دیر سوچنے کے بعد وہ اٹھ کر کمرے میں گیا

اماں وہ سی سیٹھ راسبہ نے روتے ہوئے فون پر اماں کو بتایا

اس کی بات سن کر ساجدہ بیگم کو الگ پریشانی نے آن گھیرا

تم چھوٹے سائیں سے بات کرو ساجدہ بیگم نے راسبہ کو مشورہ دیا

نہیں اماں میں ذبال سے بات نہیں کر سکتی راسبہ نے ہچکی لیتے کہا

ذبال جو کب سے اس کے پیچھے کھڑا اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا

اس کی بات کو جاننے کے لیے اس کی طرف بڑھا

راسبہ ذبال نے راسبہ کا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنے سامنے کیا

ذبال جس نے آج دوسری بار راسبہ کو بری طرح روتے دیکھ تھا ایک لمحے کے لیے

وہ اس کی سیاہ آنکھوں میں کھو گیا

وہ سیٹھ وہ مجھے وہ راسبہ ہچکیاں لیتے بولی

تم کس طرح جانتی ہو اسے ذبال نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا

وہ ذبال راسبہ آگے کچھ بولے بغیر ذبال کے سینے سے لگ گئ اور اپنے رونے میں شدت لے آئی

ذبال جو راسبہ کی بات سننے کا منتظر تھا راسبہ کے لمس سے اس کا دل چند لمحوں کے لیے ڈھرکنا بھول گیا

راسبہ ذبال نے راسبہ کو پکارنے کی کوشش کی لیکن راسبہ نے اپنا حصار مزید تنگ کر لیا

ذبال پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا وہ مجھے لے جائے گا راسبہ نے ذبال کے سینے میں منہ چھپائے کہا

ذبال بھی اس کو چپ کروانے کے لیے اس کی کمر سہلانے لگا

تھوڑی دیر بعد ذبال نے راسبہ کو خود سے الگ کیا اور صوفے پر بٹھا کر اسے پانی پلایا

راسبہ مجھے بتاو کیا ہوا تھا ذبال نے راسبہ کے چہرے کو صاف کرتے کہا

راسبہ جس کو آج پہلی بار ذبال کے لمس سے گھبراہٹ نہیں ہوئی تھی وہ ذبال کو چار سال پہلے اس رات کا واقع بتانے لگی

چار سال پہلے

میں تمھارا سارا قرض معاف کر دوں ملک کو مار دو سیٹھ نے بلال صاحب کو دیکھتے کہا

نہیں سیٹھ میں سائیں کو نہیں ماروں گا آپ میرا قرض معاف نہ کریں بلال صاحب وہاں سے کہتے چلے گئے

یہ ایسے نہیں مانے سیٹھ کرامت نے غصے سے کہا

سب خیر ہے نہ ساجدہ بیگم نے پریشانی سے بلال صاحب سے پوچھا

ہاں تم بس دعا کرو اللہ ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالے بلال صاحب نے ساجدہ بیگم کو دیکھتے کہا

راسی دیکھ باہر کون ہے کب سے دروازہ بجا رہا ہے ساجدہ بیگم کی آواز سے کچن میں کام کرتی راسبہ دروازے کی طرف بڑھی

سلام سیٹھ دروازہ کھولتے ہی راسبہ نے نظریں جھکا کر کہا

ماشاءاللہ کتنی حسین ہو تم سیٹھ نے راسبہ کے چہرے کو دیکھتے کمینی مسکراہٹ لاتے کہا

اس کی بات سن کر راسبہ نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں

سیٹھ آپ بلال صاحب نے کھڑے ہوتے کہا

میں نے کہا کیوں نہ اپنے سسر سے ہی مل لوں سیٹھ نے قہقہہ لگاتے کہا

اس کی بات سن کر راسبہ اور ساجدہ بیگم نے بلال صاحب کو دیکھا جو شرم سے سر جھکائے ہوئے تھے

سیٹھ رحم کریں ہم پر بلال صاحب نے التجا کی

ٹھیک ہے ملا کو بلاو اس کی چھوری سے نکاح کروں اور ان دونوں کے سامنے اس کی چھوری کو بیوی کا درجہ دوں ویسے بھی اب اس کی چھوری ہے ہی بہت حسین اور پھر جوان بھی سیٹھ نے اٹھتے کہا

صاحب ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے سوائے عزت کے آپ جو کہیں گے ہم مانیں گے ساجدہ بیگم نے روتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے پھر کل آجانا ورنہ کل رات اپنی چھوری کو اپنے سامنے بے لباس ہوتے دیکھ لینا سیٹھ راسبہ کے قریب آتے اس کے روتے چہرے کو چھو کر چلا گیا

اس کے جانے کے بعد راسبہ ساجدہ بیگم کے گلے لگ کر روتی رہی

قسمت نے راسبہ کو سیٹھ سے تو بچا لیا لیکن ذبال کی نفرت اسے برداشت کرنی پڑی۔

حال

ذبال اپنے غصے پر قابو کیے راسبہ کی بات سن رہا تھا

شدید غصے کے عالم میں وہ اٹھا اور کمرے سے باہر چل پڑا

راسبہ اس کے غصے کو دیکھتی اس کے پیچھے نیچے آئی

ذبال میری بات سنیں راسبہ بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے آئی

کیا سنو ذبال کی گرج دار آواز سے راسبہ سہم گئ

اللہ خیر کرے دادی سائیں اور مومنہ بیگم باہر آئیں

عارض عمار اور باقی سب بھی کمروں سے نکلے

کیا ہوا ہے ذبال عارض نے سہمی کھڑی راسبہ کو دیکھ کر پوچھا

اماں سائیں سیٹھ کرامت نے بابا سائیں اور راسبہ کے اباں کو مارا ہے ذبال نے غصے سے راسبہ کو دیکھ کر کہا

ذبال کی بات نے سب پر حیرتوں کے پہاڑ تورے

میں اب اسے چھوڑوں گا نہیں ذبال غصے سے ڈھارا

ذبال ایک دفعہ میری بات تو سن لیں پلیز راسبہ جو پہلے ہی ذبال کے غصے سے ڈری ہوئی تھی ہمت کر کے بولی

راسبہ اس کی وجہ سے تم نے نہ کردہ ظلم کی سزا کاٹی ہے ذبال راسبہ کو دیکھ کر بولا

ذبال جلد بازی نہ کرو ہم وقت آنے پر اس کو جواب ضرور دیں گے عارض نے تحمل سے ذبال کو سمجھایا

السلام علیکم ابھی ذبال کچھ بولنے ہی والا تھا جب عارفہ چوہدری اور طلال اور رمیزہ آگئے

ذبال ان کو دیکھے بغیر وہاں سے باہر چلا گیا

سب ٹھیک ہے نہ طلال نے عارض سے پوچھا

ہاں آو بس ویسے ہی چھوڑو اسے عارض اسے کہتا اندر لے گیا

دیکھو ذرا اسے کیسے شرما رہی ہے مشائم رمیزہ کو طلال کے نام سے تنگ کرتے بولی

ہاں بھائی اب بس تم مجھے جلدی سے خالہ بنا دو رحابہ نے رمیزہ کے سرخ چہرے کو دیکھ کر کہا

اس کی شکل دیکھ کر رحابہ مشائم اور راسبہ کی ہنسی چھوٹ گئ

یار تم بات کر لو ذبال سے مشائم نے باہر دیکھتی راسبہ کو کہا

ذبال جو لان میں اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش میں چکر لگا رہا تھا

راسبہ کو آتے اس کے چلتے پاؤں رکے

آپ عارفہ آنٹی سے نہیں ملے راسبہ نے ذبال کو دیکھتے پوچھا

مجھے وہ نظر نہیں آئیں ذبال نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا

آپ کو وہ نظر نہیں آئیں یا آپ نے اپنی انا کی وجہ سے ان سے بات نہیں کی راسبہ نے ذبال کی لاپرواہی کو دیکھتے کہا

ہاں یہی سمجھ لو کیا پتا اب بھی وہ مجھ پر کوئی نیا الزام لگا دیں ذبال نے راسبہ کے چادر میں ڈھکے چہرے کو دیکھ کر کہا

آپ کتنے خود سر ہیں راسبہ نے ذبال کو افسوس سے کہا

میری تعریف کر رہی ہو یا برائی ذبال نے ہلکی مسکراہٹ لاتے کہا

راسبہ نے ان دو مہینے میں پہلی بار ذبال کو ہنستے دیکھا تھا یا شاید وہ خود پہلی بار ہنس رہا تھا

ذبال آپ سیٹھ کو کچھ نہیں کہیں گے میں نے اباں کو کھو دیا ہے آپ کو نہیں کھونا چاہتی راسبہ نے ذبال کی بادامی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

اس کے الفاظ سن کر ذبال کا سارا غصہ جھاگ بن کر ختم ہو گیا

عارفہ چوہدری جو ذبال سے ملنے باہر آئی تھی راسبہ اور ذبال کو بات کرتے دیکھ کر انہیں اپنے رویہ کا افسوس ہوا

لگتا ہے سردار سے ملنے خود آنا پڑے گا عارفہ چوہدری ان کے پاس آتے بولی

نہیں چھوٹی ماما ایسی بات نہیں ہے ذبال ان کے گلے لگتے بولا

راسبہ نے آج ذبال سے محبت کا اظہار کیا تھا یا نہیں لیکن ان دو ماہ میں وہ ذبال کی عادی ہوگئ تھی وہ شخص زبردستی کرنے والوں میں سے نہیں تھا اسے بھی اب اپنی زندگی اچھی لگنا شروع ہوگئی تھی۔

بھپو رمیزہ واپس گھر جانے سے پہلے ذبال کے پاس آئی

ہاں بولو سب ٹھیک ہے نہ ذبال نے فکر مندی سے پوچھا

بھیو تھینک یو طلال سے میری شادی کروانے کے لیے رمیزہ ذبال کے گلے لگتے بولی

چار سال پہلے

وہ بس پاگلوں کی طرح بھاگ رہی تھی وہ کسی بھی طرح سے اس جہنم سے نکلنا چاہتی تھی

بھاگنے سے اسے اپنے پیروں میں پتھر چھبنے کی تکلیف محسوس ہورہی تھی لیکن وہ سب کچھ برداشت کیے بس بھاگے جا رہی تھی

ویسے ماما آپ لوگ مجھے چھوڑ کر کیوں جارہے ہیں طلال نے خفا ہوتے کہا

دیکھو ایسے کہہ رہا ہے جیسے کوئی چھوٹا بچہ ہو اب تو تمھاری شادی کی عمر ہو گئ تھی

عارفہ چوہدری نے مسکراتے ہوئے کہا

ماما پلیز طلال نے پیچھے مڑ کر کہا

طلال اکبر چوہدری کی آواز سے اس نے سامنے دیکھا اور گاڑی کو بریک لگایا

اللہ خیر کرے عارفہ چوہدری نے دل پر ہاتھ رکھتے کہا

طلال فوراً گاڑی سے باہر نکلا اور زمین پر درد سے دوھری ہوتی راسبہ کو دیکھا

طلال فوراً اسے ہسپتال لے کر چلو عارفہ چوہدری نے پریشانی سے کہا

طلال راسبہ کو اٹھائے شہر کے ہسپتال لے آیا

دیکھیں یہ پولیس کیس ہے یہ زیادتی کا کیس لگ رہا ہے ڈاکٹر نے باہر آتے کہا

یہ زیادتی کا کیس نہیں ہے طلال نے اس لڑکی کی زندگی بچانے کے لیے کہہ دیا

وہ جانتا تھا کہ پولیس کیس میں اس لڑکی کی رہی سہی عزت بھی چلے جائے گی

اللہ کا کرم ہے وہ لڑکی اب بہتر ہے یہ واقع ریپ وکٹم نہیں ہے نہ ڈاکٹر نے تفتیش کی

نہیں ہے یہ ریپ کیس طلال نے بلند آواز میں کہا

عارفہ چوہدری راسبہ سے ملنے آئیں جو آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی

آپ کا نام کیا ہے عارفہ چوہدری نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا

مجھے بچا لیں میں دوبارہ وہاں نہیں جانا چاہتی راسبہ روتے ہوئے بولنے لگی

طلال کے پوچھنے پر راسبہ نے چار ماہ پہلے کے سارے واقع کو بتایا

ان لوگوں کو ذبال کی جہالت پر بہت افسوس ہوا اور اوپر سے راسبہ کی اماں کا کوئی اتاپتا نہیں تھا ۔ طلال نے اس دن کے بعد راسبہ کو اپنے شہر والے گھر میں ہی رکھا تھا اور یہاں سے راسبہ کی زندگی کا نیا موڑ شروع ہوا

کدھر جا سکتی ہے وہ ذبال غصے سے ڈھارا

سائیں ہم نہیں جانتے وہ لڑکی کس طرح یہاں سے نکلی ہے گارڈ نے ڈرتے کہا

بکواس بند کرو یہ سب تم لوگوں کی لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے دفعہ ہو جاو یہاں سے ذبال نے چیختے ہوئے کہا

ذبال جانتا تھا کہ کوئی بھی گارڈ اس لڑکی کی مدد نہیں کر سکتا یہ کوئی اور ہے جس نے یہ سب کیا ہے

رمیزہ بھائی کا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا

رحابہ نے ساری بات سننے کے بعد کہا

میری دعا ہے کہ وہ لڑکی بس دور چلی جائے رمیزہ نے آنکھوں کو بند کرتے کہا

ذبال جو رمیزہ سے پوچھنے والا تھا اس کے منہ سے سچائی سن کر اس کا پارا ساتویں آسمان پہنچ گیا

اماں سائیں ذبال کی آواز سے مومنہ بیگم دادا سائیں دادی سائیں رحابہ عمار سب باہر آئے

اللہ خیر کرے منزہ بیگم نے کمرے سے نکلتے کہا

عمار جاو مولوی کو بلا کر لاو ذبال نے رخ موڑے کہا

کیوں مومنہ بیگم نے پوچھا

نکاح کروانا ہے اماں سائیں ذبال نے ان کی طرف رخ موڑے کہا

کس کا نکاح دادا سائیں نے حیران کن ہوتے پوچھا

رمیزہ کا ذبال کی بات پر وہاں سب کے سروں پر آسمان آن گرا

کیا مطلب تمہارا ذبال دادا سائیں نے سخت لہجے میں پوچھا

بھائی آپ یہ سب رمیزہ کی بات منہ میں ہی رہ گئ اور ذبال کا ہاتھ اس کے گال پر نشان چھوڑ گیا

رمیزہ تم نے میری نرمی کا بہت فائدہ اٹھا لیا ہے اور تم میں اتنی جرات آگئ ہے کہ تم نے اس لڑکی کو گھر سے بھگا دیا

ذبال پھنکارتے ہوئے بولا

نہ نہیں بھیو میں نے رمیزہ روتے ہوئے بولی

اب ایک لفظ اور نہیں ذبال کہتا باہر چلا گیا اور اپنے ساتھ طلال کو لے کر آیا

عمار مولوی صاحب کو لے آیا

مولوی صاحب نکاح شروع کریں ذبال نے رمیزہ کی آنکھوں سے نظریں چراتے کہا

رمیزہ جعفر آپ کا نکاح طلال اکبر سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے

قبول ہے رمیزہ نے سب کو آس بھری نظروں سے دیکھا اور ایک ایسے شخص کے ساتھ خود کو جوڑ لیا جو اس سے آٹھ سال بڑا تھا

طلال چوہدری نے آج اپنی دوستی کا ثبوت دے دیا تھا وہ نکاح کے بعد باہر چلا گیا

اللہ تمھیں خوش رکھے مومنہ بیگم نے آنسوؤں کو قابو کرتے کہا

میری دعا ہے بھیوِ آپ کو بھی راسبہ سے محبت ہو لیکن وہ آپ کو کبھی نہ ملے آپ پل پل تڑپیں پھر میں آپ کی انا غرور کو دیکھوں گی رمیزہ چلاتے ہوئے کہتی وہاں سے چلے گئے

اس کے جاتے ہی مومنہ بیگم نے سر پیٹنا شروع کر دیا اپنی سترہ سالہ بیٹی کو بیاہ کر وہ بھی اس کی عمر سے بڑے لڑکے سے طلال چوہدری کو بھی وہ ذبال کی طرح انا پرست سمجھ رہی تھی لیکن وقت نے انھیں غلط ثابت کر دیا

حویلی سے لے کر گھر تک طلال رمیزہ کے رونے کی آواز ہی سن رہا تھا

گھر پہنچتے ہی ملازمہ نے اسے طلال کے کمرے میں بیٹھا دیا

طلال کے کمرے میں آتے ہی اس کے دل کی ڈھرکن تیز ہوگئ وہ بھی طلال کو دوسرے مردوں کی طرح سمجھ رہی تھی اسے بھی لگا کہ وہ بھی اس کے ساتھ راسبہ والا حال کرے گا

میرے ساتھ آئیں طلال نے دروازے کے پاس کھڑے ہوتے کہا

رمیزہ نے ڈرتے ہوئے اس کے ساتھ قدم ملائے

لیکن اپنے سامنے راسبہ کو دیکھ کر وہ حیرت سے طلال کو دیکھنے لگی

آپ کو میں کل کالج لے جاوں گا آپ اپنی پڑھائی پوری کریں طلال رمیزہ کو ایک نظر دیکھتے وہاں سے چلا گیا

وہ رمیزہ کی ساری سوچوں کو ختم کر گیا تھا وہ واقع الگ تھا اس پر حق جتانے والا نہیں تھا اس دن کے بعد ان میں آہستہ آہستہ دوستی ہوگئ طلال کبھی اپنے

دل کی بات نہ کر سکا اسے یقین تھا کہ ایک دن رمیزہ کو اس کے گھر والے دوبارہ سے مل جائیں گے اور وہ اس زبردستی کی شادی سے جان چھڑا لے گی

راسبہ اور رمیزہ میں دوستی ہوگئ لیکن ذبال کا خوف اس کے دل میں بیٹھ گیا تھا وہ ہر جگہ جانے سے کتراتی تھی

رمیزہ کی دعا قبول ہوگئ ذبال ملک کو راسبہ بلال سے محبت ہوگئ وہ چار سال سے اسے ڈھونڈ رہا تھا لیکن وہ اسے کہیں نہیں ملی

مومنہ بیگم اور دادی سائیں کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور ذبال کی حالت دیکھ کر وہ اس کے مل جانے کی دعا کرتی۔۔

حال

مومنہ بیگم نے عمار کے لیے رحابہ کا ہاتھ مانگا تھا

ایک ماہ کے بعد ان دونوں کی شادی رکھی تھی

وقت کہاں رکنے والا تھا عارض اور مشائم کو اللہ نے ایک پیاری بیٹی سے نوازا

طلال اور رمیزہ نے بھی اپنے گھر آنے والی خوشخبری سنا دی

ذبال اس کا نام تم رکھو مشائم نے اپنی بیٹی ذبال کو پکڑاتے کہا

نہیں تم لوگ رکھ لو ذبال نے اس ننھی جان کو دیکھتے کہا

زیادہ نہ بن اب بتا کیا نام رکھنا ہے عارض نے تھوڑے غصے میں کہا

انابیہ ذبال نے اس کے گال کو چومتے کہا

ذبال کی ڈاڑھی کی چبھن سے انابیہ نے منہ بنایا

اس کی حرکت کو دیکھ کر ذبال کے لب مسکرائے

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تو شاید آج سب نے پہلی بار دیکھی تھی

شکریہ عارض نے راسبہ کو کہا جو ذبال کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی

کس بات کے لیے راسبہ نے کندھے اچکاتے کہا

ذبال ملک کو زندگی کی طرف لوٹانے کے لیے اس کی زندگی کو خوشیوں سے بھرنے کے لیے عارض نے مسکراتے ہوئے کہا

اس ایک ماہ میں راسبہ اور ذبال ایک کمرے میں تو رہنا شروع ہو گئے تھی لیکن ان کی دوریاں ابھی بھی ویسی ہی تھی

ہاں وہ ذبال کو چاہنے لگی تھی اس کا دل اس ساتھ رہنے کو کرتا وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پائی تھی

السلام علیکم کیسی ہیں خالہ بی عارض نے زبیدہ بیگم کو اندر آتے کہا

عارض مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے بات ہی نہیں کرو گے خالہ بی نے خفا ہوتے کہا

اچھا نہ سوری آئیں اپنی پوتی سے تو مل لیں عارض ان کا ہاتھ تھامتے اندر ہال میں لے گیا

السلام علیکم خالہ بی مشائم نے اٹھتے ہوئے کہا

وعلیکم السلام ماشاء اللہ عارض یہ تو تم پر گئی ہے خالہ بی آنابیہ کو چومتے بولی

یہ لیں چائے راسبہ چائے کا کپ آگے کرتے بولی

اچھا یہ ہے ہمارے سردار کی بیگم خالہ بی نے راسبہ کو دیکھتے مسکرا کر کہا

راسبہ ذبال کمرے سے نکلتے بولا اور سامنے زبیدہ بیگم کو دیکھ کر رک گیا اور راسبہ کو اندر آنے کا کہہ کر چلا گیا

یہ ذبال کتنا بڑا ہوگیا ہے زبیدہ بیگم نے ذبال کو اوپر جاتے دیکھ کر سوچا

یہ لیں آپ کی کافی راسبہ رات کو کمرے میں آتے بولی

ذبال پورا دن کمرے میں رہا اور راسبہ کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ آئی ہی رات کو ذبال جو اس کے انتظار میں سو گیا تھا

راسبہ چلتی اس کے پاس آئی اور اس کا پاوں نیچے قالین میں الجھا اور وہ ذبال کے سینے کے اوپر گری

راسبہ کے گرنے کی وجہ سے وہ ہڑبڑا کر اٹھا

راسی یار کیا ہوا ہے ذبال نے اٹھتے ہوئے کہا اور راسبہ جو ذبال کو شرٹ لیس دیکھ کر اس سے نظریں ہی نہیں ملا پا رہی تھی

وہ وہ آپ کی کافی راسبہ نے نظریں جھکا کر کہا

یار میں سو گیا ہوا تھا اب کافی پی لوں گا تو پوری رات جاگا رہوں گا ذبال بیڈ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے بولا

تو پہلے بتا دیتے میں بنا کر نہ لاتی راسبہ تھوڑے غصے میں بولی

اس کے غصے کو دیکھ کر ذبال کا قہقہ گونج اٹھا

آپ میرا مزاق اڑا رہے ہیں راسبہ ذبال کے پاس آتے بولی

میری اتنی مجال ذبال نے راسبہ کو بیڈ پر بیٹھاتے مزاق میں کہا

یار روح تم مجھ سے شرما رہی ہو ذبال راسبہ کی جھکی پلکوں کو دیکھ کر بولا

نہ نہیں تو میں کیوں شرماوں گی راسبہ نے ادھر ادھر دیکھتے کہا

اچھا پھر میری طرف دیکھ کر بولو ذبال راسبہ کا ہاتھ تھام کر بولا

راسبہ جو پہلے ہی ذبال کے شرٹ لیس ہونے سے شرما رہی تھی ذبال کے ہاتھ پکڑنے سے راسبہ کا وجود کانپ اٹھا

ذبال پلیز راسبہ نے نظریں اٹھا کر کہا

اچھا یار اب رونا نہ شروع کر دینا ذبال راسبہ کا ہاتھ چھوڑتے بولا

ذبال ایک بات پوچھو راسبہ بیڈ پر لیٹتے بولی

ہاں بولو ذبال راسبہ کی طرف کروٹ بدلتے بولا

آپ خالہ بی سے نہیں ملے میں عارض بھائی مشی آپیا رحابہ اور عمار سب ملے تھے ان سے آپ نہیں ملے راسبہ ذبال کو دیکھتے بولی

یار مل تو لیا تھا اور ویسے بھی وہ میری نہیں عارض کی خالہ ہیں ذبال راسبہ کے چہرے پر آئے بال کو پیچھے کرتے بولا

کیا مطلب وہ عارض بھائی کی خالہ ہیں راسبہ نے ماتھے پر بل لاتے کہا

راسبہ بابا سائیں نے دو شادیاں کی تھی یونیورسٹی میں ان کو آرزو ملک پسند آگئ اور دادا سائیں سے چھپ کر انھوں نے شادی کر لی

کیونکہ ہمارے خاندان میں باہر کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتے ان کی شادی کو ایک سال ہوا تو عارض ان کی گود میں آگیا اور آرزو ملک اس دنیا سے چلی گئیں اس ایک سال میں دادا سائیں نے بابا سائیں کی شادی مومنہ ملک سے کر وادی وہ اس شادی سے خوش نہیں تھے آرزو ملک کی وفات پر بابا سائیں عارض کو حویلی

لائے لیکن دادا اور دادی سائیں نے عارض کو قبول کرنے سے منع کر دیا بابا سائیں عارض کو اس کی خالہ کے پاس چھوڑ آئے میرے پیدا ہونے کے تین سال بعد بھی بابا سائیں کا رویہ پہلے دن جیسا تھا وہ ان کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ذلیل کرتے میں تین سال کا تھا جب میں زور رات اپنی ماں کو اپنے سامنے بے لباس ہوتے دیکھتا اماں سائیں بس لاشوں کی طرح اباں سائیں کا دیا ہر ظلم برداشت کرتی راسبہ تین سال ہر رات میں یہ سب دیکھتا اماں سائیں کے جسم پر اباں سائیں کے دیے نشان لیکن ہر صبح ان کے چہرے پر وہ وہی مسکراہٹ ہوتی میں پوری رات اماں کو دیکھتا اور پورا دن میں خوف کی وجہ سے کمرے سے نہیں نکل پاتا ۔ جب میں چھ سال کا ہوا تو عمار آیا اور عمار کے ایک سال بعد رمیزہ نے سب کو دوبارہ خوشیوں سے نوازا۔ عارض کو میں نے پہلی بار بارہ سال کی عمر میں دیکھا تھا وہ شکل میں میرے جیسا ہی تھا لیکن عادات کافی مختلف تھی میں عارض سے بہت نفرت کرتا تھا عارض کو سب نے پہلی بار تب جانا تھا جب میں تمھارے جانے کے

بعد ٹوٹ گیا تھا پھر عارض نے سب کو سنبھالا میں نے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا لیکن جس دن عمار نے تمہارے لیے بولا اس دن مجھے لگا پھر سے کوئی آرزو ملک آگئ ہے تم سے شادی وہ سب میں نے بدلہ لینے کے لیے کیا تھا راسبہ پلیز مجھے معاف کر دو ذبال نم آنکھوں سے کہہ رہا تھا اور راسبہ بس اس کو سن رہی تھی

میں نے آپ کو معاف کر دیا ہوا ہے اور جو ہوا ہے اس سب کو بھول جائیں میں آپ کو ٹوٹا ہوا نہیں دیکھ سکتی آپ میرے لیے بہت اہم ہیں میری اماں کو بچانے والے ہیں پلیز آج کے بعد آپ پرانی کوئی بھی بات نہیں دہرائے گے راسبہ ذبال کے سینے پر سر رکھتے کہہ رہی تھی

راسبہ ایک بات بتاو ذبال راسبہ کے سر میں انگلیاں چلاتے بولا

لیکن اس کے کوئی جواب نہ دینے پر ذبال راسبہ کے گرد حصار تنگ کرتے سو گیا

مشی اسے پکڑ لو بہت رو رہی ہے عارض آنا بیہ کو روتے دیکھ کر بولا

جی آپ کو کس سے ملنا ہے عمار نے اپنے سامنے رو انجان لوگوں کو دیکھ کر پوچھا

وہ ہمیں ذبال سر سے ملنا ہے عروج اور عمران نے بولا

اچھا میں بلاتا ہوں راسبہ وہ بھیو کو بلا کر لائیں انہیں کہیں کوئی عروج ملنے آئی ہے

عمار نے کچن سے نکلتے راسبہ کو پکارا

یہ سر کی وائف ہیں کیا عروج نے عمران کے کان میں سرگوشی کی

مجھے کیا معلوم عمران نے کندھے اچکاتے کہا

آپ بیٹھیں عارض ان کے پاس آتے بولا

عروج اور عمران عارض کو دیکھ کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

میں ذبال نہیں ہوں عارض ان کی شکل کو دیکھتے بولا

ذبال وہ نیچے آپ سے کوئی ملنے آیا راسبہ نے واش روم سے نکلتے ذبال کو کہا

کون آیا ہے ذبال نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا

وہ کوئی عروج نامی لڑکی آئی ہے راسبہ نے باہر نکلتے کہا

اف روح تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا ذبال جلدی باہر آتے بولا

عروج اور عمران جو انابیہ کو دیکھ کر ہنس رہے تھے ذبال کو آتے دیکھ کر وہ اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے

ان دونوں نے پہلی مرتبہ ذبال کو ٹروزر شرٹ میں دیکھا تھا

گڈ مارننگ سر عمران نے ذبال کو آتے دیکھ کر کہا

جی کیا خبر ہے ذبال نے بیٹھتے کہا

وہ سر کرامت پکڑا گیا ہے عروج نے فائل آگے کرتے کہا

سیٹھ کرامت کا نام سنتے راسبہ ذبال کو دیکھنے لگی جو فائل پڑھ رہا تھا

گڈ آخر ہماری اتنے مہینوں کی محنت رنگ لے آئی ہے زبال فائل بند کرتے بولا

سر وہ اب میں اور عروج آف لے سکتے ہیں وہ ہمیں ہنی مون پر جانا ہے عمران نے معصوم شکل بناتے کہا

اس کی بات سن کر عروج نے عمران کو گھوری سے نوازا اور عارض اور عمار کی ہنسی چھوٹ گئ

جی چلیں جائیں ذبال نے انابیہ کو پیار کرتے کہا

اور سر بیٹی کے لیے مبارک ہو عروج نے ذبال کو انابیہ کے ساتھ مسکراتے دیکھ کر کہا

یہ میری نہیں میرے بھائی کی بیٹی ہے اور ہاں جس لڑکی کو آپ بار بار دیکھ رہی ہے نہ مس عروج وہ میری وائف ہیں عروج کی نظروں کو سمجھتے ذبال نے کہا

آپ جانتی ہیں کہ میجر ذبال ملک کی نظروں سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی زبال کہتا اماں سائیں کے پاس آگیا

اماں سائیں میں نے اباں سائیں کا بدلہ لے لیا ہے ذبال نے ان کے ہاتھ چومتے کہا

اس گھر میں راسبہ کے علاوہ ہر کوئی ذبال کے آرمی جاننے کے بارے میں جانتا تھا

ہمیشہ خوش رہو دادی سائیں اور دادا سائیں نے نم آنکھوں سے کہا

راسی راسی میری بات سنو ذبال راسبہ کو ڈھونڈنے کچن میں آیا

ذبال اگر رات کو آپ نے سب بتا دیا تھا تو یہ اتنی بڑی بات کیسے بھول گئےآپ

راسبہ غصے سے کہتے وہاں سے چلی گئ

یار ویسے ذبال تم لوگ رات کو بھی باتیں کرتے ہو عارض ذبال کی حالت دیکھ کر قہقہ لگاتے بولا

بکواس نہ کر ذبال غصے سے کہتا ڈائنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا

اماں سائیں میں عمار کی شادی سے پہلے اماں کی طرف چلی جاوں راسبہ نے مومنہ بیگم کے اٹھتے ہی پوچھ لیا

ہاں چلی جاو ویسے بھی کل مہندی ہے آ جانا مومنہ بیگم راسبہ کے سر پر پیار دیتے چلی گئ

راسبہ تم نے مجھے اماں کی طرف جانے کا تو نہیں بتایا تھا ذبال ناشتا کرنے کر بعد اس سے چائے کا کپ پکڑتے بولا

اب بتا دیا ہے نہ راسبہ نے لاپرواہی سے جواب دیا

یار تھوڑے دنوں بعد چلی جانا ویسے بھی آج طلال رمیزہ اور چھوٹی ماما آرہی ہیں ذبال نے التجا کی

نہیں اتنے دن ہو گئے ہیں مجھے جانا ہے راسبہ نے انابیہ کا گال چومتے کہا

ویسے آج میں نے پہلی بار سردار ذبال ملک اور میجر ذبال ملک کو اتنا بے بس دیکھا ہے عمار نے ذبال کو چھیرتے کہا

اس کی بات سن کر ذبال نے اسے آنکھوں سے چپ رہنے کا اشارہ کیا

اچھا راسبہ آج شام کو مہندی لگانے والی آئی تو تم آجانا پلیز کیوں کہ یار میں مہندی لگواوگی تو تم آنابیہ کو سنبھال لینا مشائم نے ذبال کی شکل پر ترس کھاتے کہا

اچھا ٹھیک ہے مشی آپیا راسبہ کہتی وہاں سے چلے گئ

پوری حویلی کو خوب سجایا گیا۔

یار رمیزہ ویسے تم بہت چھپی رستم نکلی عربہ اور امل نے رمیزہ سے شکوہ کیا

یار اب ایسی بھی بات نہیں ہے رمیزہ نے ہنستے کہا

یار رمی تم یہاں ہو طلال تمھیں پورے گھر میں ڈھونڈ رہا ہے

عارض ان کے پاس آتے بولا

اور عریبہ اور امل کے ساتھ باتیں کرنے لگا

تھوڑے دیر میں نکاح کی رسم پوری ہوئی اور رحابہ رحابہ جاوید سے رحابہ عمار بن گئ

بیوٹیشن راسبہ کو تیار کر کے باہر نکلی تو ذبال کمرے میں داخل ہوا

راسبہ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی کیا نکاح کی رسم ہوگئ ہے اب چلو مہندی کی رسم شروع ہونے والی ہے ذبال نے نیچے جھکی راسبہ کو دیکھتے کہا

بس ہو گیا راسبہ چہرے اوپر کرتے بولی

لال اور سبز لانگ فراق اور ڈارک میک اپ میں وہ آج ذبال ملک کا دل ڈھرکانے میں کامیاب ہوگئ تھی ذبال بنا پلکے جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا جو سر پر ڈوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی

ذبال چلتا اس کے پاس آیا اور اس کے ہاتھوں کو پکڑتے اس میں گجرے پہنانے لگا بہت پیاری لگ رہی ہو روح ذبال راسبہ کو دیکھتے بولا

اچانک اس کی نظر راسبہ کے کندھے کے نشان پر گئ وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا پیچھے ہوا

راسبہ کو آج اپنا آپ دوبارہ سے ذبال کی نظروں میں کم لگا

آجاو نیچے ذبال کہتا کمرے نکل گیا

مہندی کی رسم شروع ہوئی ذبال جو آج وائٹ شلوار قمیض پر گرے کوٹ پہنے سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا

راسبہ ان سے ملو یہ ہیں حرا میری بہن کی بیٹی مومنہ بیگم نے حرا کا تعارف کروایا

راسبہ نے اپنے سامنے کالی ساڑھی میں میک اپ سے چہرے کو خوبصورت بنائے لڑکی کو دیکھا

اچھا یہ ہے وہ لڑکی جو ذبال ملک کی بیوی ہے دیکھو تو سہی اس کا رنگ کتنا کالا ہے

حرا کے ساتھ کھڑی اس کی دوستوں نے راسبہ کا مزاق اڑایا

حرا اور اس کی دوستی راسبہ کا مزاق اڑا رہی تھی اور راسبہ بت بنی ان کی باتیں سن رہی تھی

ویسے تم لوگوں کے رنگ اتنے بھی صاف نہیں ہیں جو میری بیوی کا مزاق اڑایا جا رہا ہے ذبال راسبہ کے گرد بازوں کا حصار کرتے بولا

وہ ذبال حرا ذبال کو دیکھ کر ہنسنا بھول گئ

حرا آج کے بعد تم مجھے میری بیوی کے اردگرد نہ نظر آو ذبال سخت لہجے میں کہتا وہاں سے چلا گیا اور راسبہ اس کے ساتھ بس چلتی گئ

کمرے میں آکر ذبال نے غصے سے اس کا ہاتھ چھوڑا

ذبال وہ راسبہ کی بات ادھوری رہ گئ اور ذبال پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھک کر اپنا غصہ اس پر اتارنے لگا

راسبہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھی اور اس نے سختی سے ذبال کے کوٹ کا کالر دبوچ لیا

راسبہ کی سانس اکھڑنے لگی تو ذبال اس سے پیچھے ہوا اور راسبہ اس کے سینے پر سر رکھ کر سانس لینے لگی

مسز آج کے بعد اگر آپ نے کسی کی فضول بات کا جواب نہ دیا تو میں یہ سزا سب کے سامنے دوں گا کیونکہ ایک دفعہ پہلے بھی مشائم نے تمھارے لیے بولا تھا اور آج میں نے آئندہ تم خود جواب دو گی ذبال راسبہ کی کمر سہلاتے بولا

راسبہ ابھی بھی اسی طرح ذبال کا کالر پکڑے کھڑی تھی

راسبہ تمھیں اماں سائیں بلا رہیں ہیں رمیزہ نے دروازے پر پیغام دیا اور راسبہ ذبال کے حصار سے نکلتی باہر چلی گئ

رسموں کے بعد رحابہ کو عمار کے کمرے میں بھیج دیا گیا

یار مشی آنابیہ کا فیڈر دینا عارض نے کھوئی ہوئی مشائم کو دیکھ کر بلایا

مشائم نے عارض کی بات نہ سنی تو عارض اٹھ کر اس کے پاس آیا

کب سے بلا رہوں ہوں کدھر کھوئی ہوئی ہو عارض نے مشائم کا بازو پکڑے کہا

آپ کو کیا آپ کو اب میں تھوڑی اچھی لگتی ہو آپ کو تو اور لڑکیاں اچھی لگتی ہیں

آپ کو مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے میری کوئی پرواہ نہیں ہے آپ کو مشائم

روتے ہوئے عارض سے شکوہ کر رہی تھی

یار کس کی بات کر رہی ہو تم عارض مشائم کو گلے لگاتے بولا

وہ رمیزہ کی فرینڈز مشائم نے عارض کے سینے سے سر اٹھاتے کہا

یار مشی مجھے تمہاری کتنی فکر ہے کتنی پرواہ ہے یہ ہے میری تمہارے لیے محبت

کیونکہ محبت کے لیے کوئی ترازو نہیں ہوتا اور میری خوشی صرف اور صرف تم ہو

عارض مشائم کے ہاتھ تھامے

اس یقین دلوا رہا تھا

میں بس اتنا چاہتی ہوں جہاں میں ہوں وہاں کوئی اور آپ کو نظر نہ آئے صرف میں آپ کے لیے اہم ہوں اور میں آپ کے لیے سب سے زیادہ خاص بننا چاہتی ہوں مشائم دوبارہ اس کے سینے سے لگے بول رہی تھی

یار تم اہم ہو عارض ملک کی محبت ہو اب پلیز آنابیہ کو دیکھ لو عارض اس کے ہونٹوں کو چھوتے بولا

یار مشی مجھے یہ تمھارا تل بڑا پسند ہے عارض نے مشائم کے ہونٹوں کے اوپر موجود تل کو چھوتے کہا

اچھا اب میں آپ کی بیٹی کو پکڑ لوں کیا مشائم عارض کا گال چومتی بول کر بیڈ پر آنابیہ کے پاس چلی گئ

رحابہ جو عمار کا کب سے انتظار کر رہی تھی تنگ آکر وہ اٹھنے لگی تھی جب کمرے میں عمار آیا

یار کدھر میرا انتظار تو کر لیتی عمار نے کمرے میں آتے کہا

کب سے کر ہی رہی تھی رحابہ نے خفا ہوتے کہا

عمار میری منہ دکھائی کدھر ہے رحابہ نے بیڈ پر بیٹھتے عمار سے پوچھا

یار کیا منہ دکھائی یہ ضروری تھوڑا ہوتا ہے نہ ویسے بھی میں نے تمھیں تھوڑے ماہ پہلے کانچ کی چوڑیاں دی تھی عمار مزے سے کہتا رحابہ کا چہرہ دیکھ رہا تھا

تو وہ میری منہ دکھائی تھی رحابہ غصے سے کہتی اٹھنے والی تھی

جب عمار نے اس کے ہاتھ میں سونے کی چار چوڑیاں ڈال دیں اور اسے کھینچ کر اپنی گود میں بیٹھایا

اب خوش عمار رحابہ کے گال کو چومتے بولا

عمار مجھے جانا ہے چھوڑو رحابہ شرم سے دوھری ہوتے بولی

یار تم شرماتے ہوئے بہت کیوٹ لگتی ہو عمار اس کے جھمکے اتارتے بولا

میں اتار لوں گی عمار رحابہ اس کا ہاتھ پکڑتے بولی

میں ہوں نہ آپ کیوں زحمت کر رہی ہیں جان عمار اس کے ہونٹوں پر جھکتے بولا

طلال مجھے نا باہر سے کچھ کھانے کے لیے لا دیں رمیزہ کپڑے چینج کر بولی

یار نہیں باہر سے کچھ نہیں ڈاکٹر نے منع کیا ہے طلال نفی میں سر ہلاتے بولا

پلیز طلال رمیزہ اس کا ہاتھ پکڑے التجا کر رہی تھی

یار رمی نہ کیا کرو مجھے تمھاری صحت بہت عزیز ہے طلال اس کے گرد حصار لیتے بولا

نہیں مجھے کھانا ہے پیزہ وہ بھی سپائسی والا رمیزہ طلال کا حصار توڑتے بولی

یار کل کھا لینا آج نہیں طلال کہتے اس کے ہونٹوں پر جھک گیا اور اس کو پوری رات دوبارہ بولنے کا موقع نہ دیا

جی اماں سائیں آپ نے بلایا راسبہ کمرے میں داخل ہوتے بولی

ہاں آو راسبہ دیکھو راسبہ مجھے اس حویلی کے لیے وارث چاہیے عارض کی اولاد مجھے بہت عزیز ہے لیکن میں ذبال کی اولاد دیکھنا چاہتی ہوں میں جانتی ہوں ذبال تم سے کتراتا ہے تو میں نے سوچا ہے کہ حرا سے ذبال کی دوسری شادی کروا دوں تمھارا مقام ویسے ہی رہے گا کیونکہ تم نے میرے بیٹے کی زندگی میں خوشیاں لوٹائی ہیں تمھیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے نہ مومنہ بیگم آس بھری آواز میں پوری بات سے راسبہ کو آگاہ کر گئ

نہ نہیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے راسبہ نے آنسوؤں کو قابو کرتے مشکل سے کہا

اور وہاں سے اٹھ کر باہر آگئ

ذبال کب سے راسبہ کا انتظار کر رہا تھا لیکن وہ جب نہ آئی تو ذبال اسے ڈھونڈتا لان میں آگیا جہاں راسبہ آنسو بہانے میں مصروف تھی

روح میں کب سے تمھارا انتظار کر رہاہوں اور تم یہاں ہو ذبال راسبہ کو پیچھے سے حصار میں لیتے بولا

ذبال مجھے اماں کی طرف چھوڑ آئیں راسبہ نے آواز کو ٹھیک کرتے کہا

روح کل چلی جانا اب تو اتنی رات ہوگئ ہے ذبال راسبہ کو سمجھاتے ہوئے بولا

میں نے کہا ہے نہ مجھے جانا ہے تو جانا ہے راسبہ ذبال کے حصار سے نکلتے بولی

بلا وجہ کی ضد مت کرو اور جاو کمرے میں میں آکر تمھارا دماغ درست کرتا ہوں ذبال نے اسے غصے میں کہا

راسبہ اس کی شکل کو دیکھتے اندر چلی گئ

اردو ناول اور سٹوریز کی سب سے بڑی ویب سائٹ

www.urdunovelbank.com

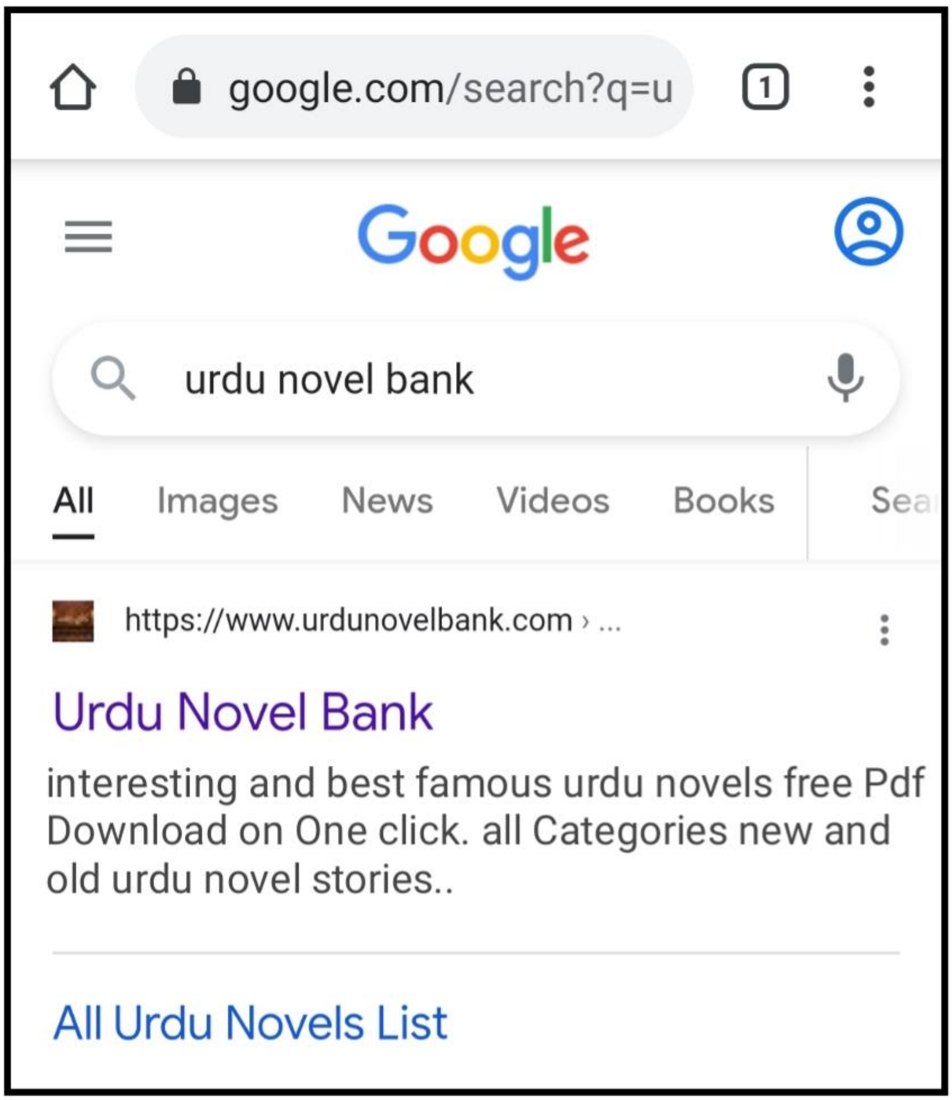

Urdu Novel Bank website

جہاں ملے آپ کو نئے اور اچھے معیاری ناول تمام کیٹگری میں۔۔۔

گوگل پر ٹائپ کریں

Urdu Novel Bank

اور ویب سائٹ سے ڈاؤنلوڈ کریں ہزاروں مکمل ناول مفت میں

اماں سائیں مومنہ بیگم جو ابھی نماز پڑھ کر لیٹنے ہی والی تھی ذبال کو کمرے میں آتے دیکھ کر پریشان ہو گئ

کیا ہوا ذبال تم اس وقت سب ٹھیک ہے نہ مومنہ بیگم نے پریشان ہوکر پوچھا

اماں سائیں آپ نے راسبہ سے کیا کہا ہے ذبال نے ماتھے پر بل لاتے کہا

کیا کہا ہاں وہ تمھاری شادی کی بات کی ہے اس سے حرا کے لیے میں تمھارا ہاتھ مانگنے لگی ہوں مومنہ بیگم نے خوش ہوتے بتایا

اماں سائیں میری شادی ہو چکی ہے میں دوبارہ شادی نہیں کروں گا اور راسبہ کا دماغ میں خود ٹھیک کر لوں گا ذبال نے غصے کو قابو کرتے کہا

ذبال مجھے تمھاری اولاد دیکھنی ہے مومنہ بیگم نے اصل بات بتائی

تو اماں سائیں ہو جائے گی اولاد لیکن دوسری شادی کا ایک اپنے ذہن سے نکال دیں ذبال کہتا وہاں سے چلا گیا

سیڑھیاں چڑھتے ذبال کو راسبہ کے رونے اور ضد کرنے کی سمجھ آگئ تھی

راسبہ جو کمرے میں بیٹھی بس روئے جا رہی تھی ذبال کے کمرے میں آتے اس نے شکوہ کنا آنکھوں سے اسے دیکھا

آپ مجھے صبح اماں کی طرف چھوڑ کر آئیں گے میں اب اماں کی طرف ہی رہوں گی راسبہ صوفے سے اٹھتے بولی

یار تم دو دن پہلے بھی اماں کی طرف گئ ہوئی تھی ذبال نے واش روم کا رخ کرتے کہا

آپ چاہتے ہیں میں نہ جاوں راسبہ ذبال کے واش روم سے نکلتے فوراً بولی

روح چلی جانا لیکن تھوڑے دنوں تک ذبال بال ٹھیک کرتا راسبہ کے پاس آیا

میں آپ سے کبھی بات نہیں کروں گی راسبہ نے دوبارہ آنسو بہاتے کہا

اس مغرور شہزادے نے راسبہ جب سے تمھیں جانا ہے اس دن سے ہی میری انا اور غرور سب ختم ہوگیا تھا میں بس تمھارے لوٹنے کا منتظر تھا ذبال راسبہ کے ہاتھ تھامے بول رہا تھا

لیکن آپ تو دوسری شادی کرنے والے ہیں راسبہ نے ذبال کی انکھوں میں دیکھتے کہا

راسبہ تم نے ذبال مالک کی انا اور غرور کو خاک میں ملا دیا میرا دل تمھارے نام اور دم سے دھڑکنے لگا ہے ذبال راسبہ کے چہرے کو صاف کرتے بولا

لیکن اماں سائیں تو کہہ رہی تھی کہ ان کو حویلی کے لیے وارث چاہیے راسبہ دوبارہ سے روتے ہوئی بولی

تو ہاں صحیح کہہ رہی ہیں لیکن اگر تم روتی رہو گی تو کچھ نہیں ہو پائے گا ذبال ہنستے ہوئے بولا

اس کی بات سے راسبہ کا چہرہ شرم اور حیا سے جھک گیا

راسبہ ذبال راسبہ کے کان کے پاس آتے بولا

ج جی راسبہ نے اس کی قربت سے گھبراتے مشکل سے کہا

تم میری روح کا حصہ ہو تم سے محبت کرنا مجھ پر واجب ہے میں چاہ کر بھی تم سے جدا نہیں ہو سکتا کیونکہ روح کا تعلق جسم سے ہوتا ہے ذبال راسبہ کے کان میں سرگوشی کرتا اپنے دل کا حال سنا رہا تھا

راسبہ انکھیں بند کیے اس کے اظہار محبت کو محسوس کر رہی تھی

ذبال راسبہ کے کان پر اور پھر اس کے کندھے پر موجود نشان پر اپنا لمس چھوڑ کر اس کی تکلیف کو کم کر رہا تھا اور پیچھے ہوکر اس کی گردن میں ایک خوبصورت سا پنڈٹ ڈالا

ذبال آپ نے مجھے وہ مقام دلوایا ہے جو میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا میری لیے آپ بہت خاص ہیں راسبہ ذبال کے دیے پنڈٹ کو دیکھ کر بولی

تو پھر اجازت ہے ذبال راسبہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے بولا

ک کس چیز کی اجازت راسبہ ذبال کی آنکھوں سے نظریں چرا کر بولی جہاں جزبات کا سمندر ابھر رہا تھا

جسم کو روح سے ملوانے کی اجازت ذبال راسبہ کو بازوں میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا

راسبہ کچھ بھی کہے بغیر ذبال کے سینے میں چہرہ چھپا گئ اور ذبال کی شدتیں سہتی گئ وہ کبھی اس کے ہونٹوں کو چومتا تو کبھی اس کی گردن کو اپنے لمس سے مہکاتا اور وہ اس کے لمس کی خوشبو میں مہکتی گئ

صبح راسبہ کی انکھ کھولی تو وہ ذبال کے بازو پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی گھڑی پر نظر پرتے راسبہ نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے اردگرد ذبال کے بازوں کا حصار تھا

ذبال چھوڑیں دیکھیں کتنا ٹائم ہوگیا ہے سب کیا سوچیں گے ہمارے بارے میں راسبہ ذبال کے بازوں کو پیچھے کرتے بولی

یار اماں سائیں نے ہی کہا تھا کہ ان کو پوتا چاہیے تو پھر اس کے لیے ہمیں کمرے میں رکنا پڑے گا ذبال راسبہ کے ہونٹوں کو چھوتے بولا

ذبال پلیز نہ کریں راسبہ ذبال کو رات والے موڈ میں آتے دیکھ کر بولی

اچھا جاو لیکن رات کو جلدی آجانا ذبال اٹھتے ہوئے شرارت سے بولا

اس کی بے باکی سے راسبہ کے گال سرخ ہوگئے

عارض آپ نے مجھے منہ دکھائی نہیں دی تھی شادی والے دن مشائم نے ناشتا کرنے کے بعد اپنی خواہش کا اظہار کیا

آپیا آپ کی شادی کو اتنا وقت ہو گا ہے آپ کو اب یاد آیا ہے رحابہ نے مشائم کو ہنستے ہوئے کہا

یار میں دے تو دوں لیکن ایک بات کا ڈر ہے عارض آنابیہ کو فیڈر پلاتے بولا

کس بات کا ڈر مشائم نے تجسس میں پوچھا

یار یہی کہ تم مجھے دوبارہ اپنے پریگنٹ ہونے کی گڈ نیوز نہ سنا دینا عارض نے قہقہہ لگاتے کہا

اس کی بات سن کر عمار رحابہ طلال اور رمیزہ کی ہنسی چھوٹ گئی

آج رات آپ آنابیہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں سوئیں گے مشائم نے تپ کر کہا

یار سوری کیا ہو گیا ہے میں اپنی نازک سی بیوی کو دوبارہ مشکل میں تھوڑی ڈال سکتا ہوں عارض مشائم کا ہاتھ پکڑتے بولا

وقت کا پتا بھی نہیں چلا اور ذبال اور راسبہ کا ایک بیٹا اور طلال اور رمیزہ کو اللہ نے ایک رحمت سے نوازا

یار روح دیکھو یہ اتنا زیادہ رو رہا ہے ذبال نے روتے عارب کو دیکھ کر کہا

تو پکڑیں اسے راسبہ نے کچن سے آواز دی

راسبہ کو اللہ نے اگر آزمائشوں سے گزارا تھا تو اسے ان آزمائشوں کے بدلے ایک خوشگوار زندگی بھی ملی تھی

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ
www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں
www.instagram.com/pdfnovelbank

بہترین اور اچھی اچھی اردو سٹوریز پڑھنے کے لئے یہ یوٹیوب چینل سبسکرائب کریں۔
https://youtube.com/channel/UCQo-i6Ll32LDErKmnsfQ5MQ